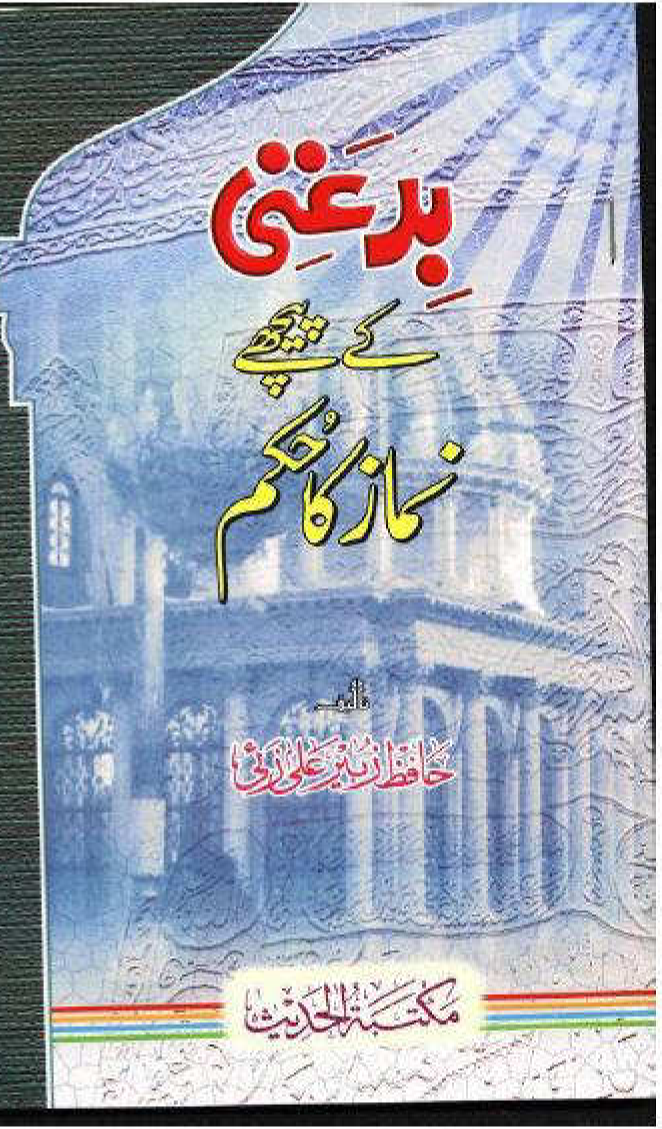


بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم

تالیف

حافظ زبیر علی زئی

مکتبۃ الحدیث

فہرست

عنوان | صفحہ نمبر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اسلام میں نماز کو انتہائی اہم مقام حاصل ہے جب کوئی شخص توحید ورسالت کا اقرار کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہو جاتی ہیں، اسلام میں اس بات کا تصور بھی نہیں کہ کوئی شخص مسلم ہونے کا دعویدار ہو اور وہ نماز ادا نہ کرتا ہو، رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں منافقین اپنے نفاق کو چھپانے کے لئے نماز کو با جماعت ادا کیا کرتے تھے، اسلام میں جہاں نماز کی اس قدر اہمیت ہے وہاں اسے سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ادا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ خلافِ سنت کوئی عمل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **((من عمل عملاً لیس علیه أمرنا فهو رد))**
جس کسی نے ایسا عمل کیا کہ جس کا حکم ہم نے نہیں دیا اس کا وہ عمل مردود ہے۔

(صحیح مسلم: ۱۷۱۸)

اسی طرح نماز بھی اس شخص کی اقتدا میں ادا کرنا ضروری ہے جو عامل بالسنۃ ہو، امام کے عقائد ونظریات اور اعمال قرآن وحدیث سے متصادم ہوں تو ایسا شخص سرے سے امامت کا اہل ہی نہیں، اس مسئلہ پر تمام اہل السنہ اور اہل الحدیث (کے جمہور) علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی بدعقیدہ اور بدعتی شخص نماز پڑھا رہا ہو تو اس کی اقتداء میں نماز ادا نہیں ہوگی۔ بدعتی سے مراد جہمیہ، خارجیہ، معتزلہ، روافض اور مرجئہ وغیرہ ہیں اور جو شخص عقائد میں ان فرقوں میں سے کسی کے ساتھ موافقت رکھتا ہے تو وہ بھی انھیں میں داخل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **((المرء مع من أحب))**

آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:۶۱۶۹،صحیح مسلم:۲۶۴۰)
اوراس کے پیچھے بھی نماز کا وہی حکم ہے کہ جوان باطل فرقوں کا ہے۔

استاذِ محترم جناب حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ تعالیٰ نے کافی محنت اور عرق ریزی سے ایسے حوالہ جات اکٹھے کیئے جن سے انھوں نے ثابت کیا کہ اہل البدعۃ کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی ،اسی طرح انھوں نے موجودہ دور کے مقلد فرقہ دیوبندیہ کے باطل عقائد و نظریات کو بھی دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان حضرات کے عقائد اور نظریات بھی ان باطل فرقوں کی طرح ہیں بلکہ انھوں نے مختلف باطل فرقوں کے عقائد و نظریات کو اپنا (کر چوں چوں کا مربہ بنا) رکھا ہے جس کی وجہ سے تمام باطل فرقوں کے عقائد اس فرقہ کے نظریات میں شامل ہو گئے۔ موصوف نے اس موضوع پر ایک دوسری کتاب ''اکاذیبِ آلِ دیو بند'' کے نام سے ترتیب دے رکھی ہے جو عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے (ان شاء اللہ) موصوف بلاشبہ موجودہ دور میں سلف کا ایک نمونہ ہیں اور قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ وہ عملِ سلف صالحین پر عمل پیرا ہیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو طویل عمر اور صحت کاملہ عطا فرمائے اور تمام طرح کی اعلیٰ صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمائے تاکہ قرآن وحدیث کی تحقیق پر جو کام انھوں نے شروع کر رکھا ہے وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔آمین یارب العالمین

کتبہ: ابو جابر عبداللہ دامانوی
(۲۳/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: کیا دیوبندی عقیدے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟
(ذوالفقار بن ابراہیم الاثری متعلم الجامعۃ الاسلامیہ، مدینہ منورہ)

الجواب:

الحمد للّٰہ رب العالمین ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین ،أما بعد :

دین اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دوسرا بنیادی رکن: الصلوۃ (نماز) ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾
اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(سورۃ البقرۃ:۴۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فأخبرهم أن اللّٰه قد فرض عليهم خمس صلوات في يومهم وليلتهم.)) پس انھیں خبر دے دو کہ بیشک اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ (صحیح البخاری:۷۳۷۲ و صحیح مسلم:۳۱/۹۱)

یہ پانچوں نمازیں باجماعت امام کے پیچھے پڑھنی چاہئیں۔
رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: ((هل تسمع النداء بالصلوة ؟))
کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟ اس آدمی نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:
((فأجب)) پس اس کا جواب دے (یعنی نماز مسجد میں امام کے ساتھ پڑھ)
(صحیح مسلم:۶۵۳ و ترقیم دارالسلام:۱۴۸۶)

اس حکم اور دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ (صحیح العقیدہ) امام کے پیچھے نماز

باجماعت پڑھنا لازمی ہے اِلا یہ کہ عذر شرعی ہو۔
اگر امام صحیح العقیدہ نہ ہو، بدعتی ہو تو اس کے بارے میں مسئلہ ذرا تفصیل طلب ہے۔

بدعت کی اقسام

بدعت کی دو بڑی قسمیں ہیں:

① بدعتِ صغریٰ مثلاً تشیع المتقدمین [كتشيع عبدالرزاق بن همام وغيره]

② بدعتِ کبریٰ [كالرفض]

دیکھئے میزان الاعتدال (ج ا ص ۵،۳) اور ہدی الساری (ص ۴۵۹)

بدعت صغریٰ والے کی روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ ثقہ وصدوق (عندالجمہور) ہو۔
بدعت کبریٰ کی دو قسمیں ہیں:

ا: بدعتِ مفسقہ [كبدعة الخوارج وغيرهم]

(دیکھئے فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۶۶ وھدی الساری ص ۳۸۵)

۲: بدعتِ مکفرہ [كبدعة الجهمية وغيرهم]
اگر بدعت مکفرہ ہو تو ایسے شخص کی روایت مردود ہوتی ہے۔

(دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ص ۸۳ نوع: ۲۳)

محدث سلام بن ابی مطیع رحمہ اللہ کا فتویٰ

مشہور ثقہ محدث (امام) سلام بن ابی مطیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

" **الجهمية كفار لا يصلى خلفهم** "

جہمیہ کفار ہیں۔ اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔

(مسائل احمد روایۃ ابی داود ص ۲۶۸ وسندہ صحیح، السنۃ لعبداللہ بن احمد: ۹)

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ زہیر بن نعیم البابی کو عبداللہ بن احمد بن حنبل اور ابن حبان (الثقات ۸/ ۲۵۶) نے ثقہ قرار دیا ہے۔ والحمدللہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتویٰ

امام اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اہل البدع کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''**لا یصلی خلفھم مثل الجھمیة و المعتزلة**'' جہمیہ اور معتزلہ جیسوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔

(کتاب السنۃ لعبداللہ بن أحمد بن حنبل ج ۱ص ۱۰۳ فقرہ:۶)

صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ''**قلت : من خاف أن یصلي خلف من لا یعرف ؟ قال: یصلي فإن تبین له أنه صاحب بدعة أعاد**''

میں نے (امام احمد سے) کہا: جسے یہ خوف ہو کہ وہ اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے جسے وہ جانتا نہیں؟ تو (امام احمد نے) فرمایا: وہ نماز پڑھ لے۔ پھر اگر اسے معلوم ہو جائے کہ وہ (امام) بدعتی ہے تو (اپنی نماز کا) اعادہ کرلے۔ (مسائل صالح:۴۵۲ص ۱۱۹)

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا:

''میں نے دیکھا، ایک آدمی نے جیسا کہ مجھے پتا چلا ہے (قرآن میں) توقف کیا تھا، احمد (بن حنبل) کو سلام کہا تو انھوں نے سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا:

''میری نظروں سے دُور ہو جا، میں آئندہ تجھے اپنے دروازے پر کبھی نہ دیکھوں۔''

اور آپ اس کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آئے۔'' الخ (مسائل ابی داود ص ۲۶۴)

معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک اہلِ بدعت کا کوئی احترام نہیں بلکہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آنا چاہئے اور ان کے سلام کا جواب بھی نہیں دینا چاہئے۔

امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ کا فتویٰ

امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**لا یصلی خلفھم**''

ان (جہمیہ) کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ (السنۃ لعبداللہ بن احمد ۱/ ۱۱۵ فقرہ:۲۳ وسندہ صحیح)

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ کا فتویٰ

محدث یزید بن ہارون رحمہ اللہ سے جہمیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: " لا " یعنی ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔

پوچھا گیا کہ کیا مرجئہ کے پیچھے نماز پڑھی جائے؟ تو انھوں نے فرمایا: " إنهم لخبثاء" بے شک وہ خبیث ہیں۔ (السنۃ ۱/۱۲۳ فقرہ: ۵۵ وسندہ صحیح)

امام بخاری رحمہ اللہ کا فتویٰ

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ما أبالي صليت خلف الجهمي والرافضي أم صليت خلف اليهود والنصارى ...." مجھے پروا نہیں ہے کہ جہمی اور رافضی کے پیچھے نماز پڑھوں یا یہود ونصاریٰ کے پیچھے نماز پڑھوں؟ (خلق افعال العباد ص۲۲ فقرہ: ۵۳)

یعنی جس طرح یہود ونصاریٰ کے پیچھے نماز پڑھنے کا کوئی مسلم (مسلمان) قائل نہیں اسی طرح جہمی اور رافضی کے پیچھے بھی نماز نہیں ہوگی۔

امام زہیر بن البابی رحمہ اللہ کا فتویٰ

زہیر بن البابی نے کہا:

" إذا تيقنت أنه جهمي أعدت الصلوة خلفه: الجمعة وغيرها "

اگر تجھے یقین ہو جائے کہ وہ (امام) جہمی ہے تو اس کے پیچھے جمعہ وغیرہ کی نماز کا اعادہ کرلے (یعنی دوبارہ نماز پڑھ۔) (السنۃ ۱/۱۲۹ فقرہ: ۳۰۷ وسندہ صحیح)

امام ابوعبید القاسم بن سلام اور امام یحییٰ بن معین رحمہما اللہ کا فتویٰ

ابوعبید القاسم بن سلام اور یحییٰ بن معین، دونوں: بدعتی کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز دہرانے کے قائل تھے۔ (دیکھئے السنۃ ۱/۱۳۰ فقرہ ۳۰۵ وسندہ صحیح، فقرہ: ۳۰۶ وسندہ صحیح)

امام ابوبکر الآجری رحمہ اللہ کا فتویٰ

امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری (متوفی ۳۶۰ھ) نے فرمایا:

''تمام مبتدعین مثلاً خوارج، قدریہ، مرجئہ، جہمیہ، معتزلہ کی طرف منسوبین، تمام روافض، تمام نواصب اور ہر وہ شخص جسے ائمۂ مسلمین نے بدعتِ ضلالت کا مرتکب گردانا ہے، سے بائیکاٹ کرنا چاہئے، نہ اُن سے کلام کریں، نہ سلام دیں، نہ اپنے پاس بٹھائیں، نہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں اور نہ اسے رشتہ دیں الخ''

(الشریعہ ص۹۶۰ قبل ح ۲۰۳۹ ملخصاً)

ائمہ اہلِ سنت کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی بدعت شدید اور خطرناک ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ اسی پر اہلِ سنت کا اجماع ہے۔

امام قوام السنہ رحمہ اللہ کا فتویٰ

امام قوام السنہ اسماعیل بن محمد بن فضل الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ) نے کہا:

''وأصحاب الحديث لايرون الصلوٰة خلف أهل البدع لئلا يراه العامة فيفسدون بذلك''

اور محدثینِ کرام اہلِ بدعت کے پیچھے نماز پڑھنے کے قائل نہیں ہیں تاکہ عوام الناس گمراہ نہ ہو جائیں۔ (الحجۃ فی بیان المحجۃ وشرح عقیدۃ اہل السنۃ ۲/ ۵۰۸)

بدعتی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((من وقر صاحب بدعة فقد أعان علىٰ هدم الاسلام))** جس نے بدعتی کی عزت کی تو اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔

(کتاب الشریعہ للآجری ص۹۶۲ ح ۲۰۴۰)

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری کے استاد العباس بن یوسف الشکلی کے بارے میں حافظ ذہبی اور حافظ الصفدی نے کہا: **''وهو مقبول الرواية''**

اوراس کی روایت مقبول ہے۔

(تاریخ الاسلام للذہبی ج ۲۳ص ۴۷۹ والوافی بالوفیات ج ۱۶ص ۳۷۲، توفی سنۃ ۳۱۴ھ)

اللہ اوراس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے والا؟

نبی ﷺ نے قبلہ کی طرف تھوکنے سے منع فرمایا ہے۔
دیکھئے صحیح البخاری (۱۲۱۳) وصحیح مسلم (۵۴۷)

آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک امام نے قبلہ کی طرف تھوکا ہے تو فرمایا: ((**لایصلی لکم**))
یہ تمھیں نماز نہ پڑھائے۔ (سنن ابی داود: ۴۸۱ وسندہ حسن وصححہ ابن حبان، الموارد: ۳۳۴)

اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: " **وحسبت أنه قال: إنك آذيت الله ورسوله** "
اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اللہ اوراس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔
معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کو تکلیف دینے (یعنی قرآن وحدیث کی مخالفت کرنے) والے کو امام نہیں بنانا چاہئے۔

بدعت اور بدعتی سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیزاری

مجاہد (بن جبر) تابعی شہیر فرماتے ہیں: "میں ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے ظہر یا عصر کی اذان میں تثویب کہہ دی (یعنی الصلوۃ خیر من النوم پڑھا) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ " **اخرج بنا ،فإن هذه بدعة** "
ہمیں یہاں سے نکال لے جاؤ، کیونکہ بے شک یہ (مؤذن کا ظہر وعصر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا) بدعت ہے۔ (سنن ابی داود: ۵۳۸ وھو حدیث حسن)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک بدعتی کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔

(دیکھئے سنن الترمذی: ۲۱۵۲ وقال: ھٰذا حدیث حسن صحیح غریب)

جولوگ لاقدر (وغیرہ) کہہ کر تقدیر کا انکار کرتے تھے ان کے بارے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اعلان فرمایا: " **فاخبر هم أني بريئ منهم وأنهم براء مني** "

انھیں کہہ دو کہ میں ان سے بری (بیزار) ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ (صحیح مسلم:۸)

دیوبندیوں کے چند خطرناک عقائد

اہلِ بدعت کے بارے میں منہجِ اہلِ سنت کی اس وضاحت کے بعد عرض ہے کہ ہندوستان کا ایک شہر دیوبند ہے جس کی نسبت تین قسم کے لوگوں سے ہے:

① دیوبند کا رہنے والا، چاہے ہندو ہو یا مسلمان

② مدرسہ دیوبند کا پڑھا ہوا یا فارغ التحصیل شخص

③ علماء دیوبند کا ہم عقیدہ و ہم مسلک شخص

اول الذکر ہماری اس بحث سے خارج ہے، ثانی الذکر اگر علمائے دیوبند کا ہم عقیدہ و ہم مسلک نہیں ہے تو وہ بھی اس بحث سے خارج ہے، اور اگر ہم عقیدہ ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو ثالث الذکر کا حکم ہے۔

ثالث الذکر کے بارے میں واضح ہے کہ ((المرء مع من أحب)) کی رُو سے اس کا اور علمائے دیوبند کا ایک ہی حکم ہے۔

علمائے دیوبند کے چند خطرناک عقائد بالاختصار پیش خدمت ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کی بدعت انتہائی شدید اور خطرناک ہے:

۱: عقیدۂ وحدت الوجود

حاجی امداد اللہ "مہاجر مکی"[۱] نے کہا ہے کہ

"نکتہ شناسا مسئلہ وحدت الوجود حق و صحیح ہے، اس مسئلہ میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ فقیر و مشائخ فقیر اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب، مولوی احمد حسن

....

(۱) حاجی امداد اللہ کے حالات کے لئے دیکھئے تذکرہ مشائخ دیوبند (ص ۵۹۔۹۰) تذکرہ اولیائے دیوبند (ص ۷۱۔۹۲) ۱۳۱۷ھ میں فوت ہوئے۔

صاحب وغیرہم فقیر کے عزیز ہیں اور فقیر سے تعلق رکھتے ہیں کبھی خلاف اعتقادات فقیر وخلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلک اختیار نہ کریں گے ''

(شمائم امدادیہ ص۳۲ وکلیات امدادیہ ص ۲۱۸)

وحدت الوجوہ کا مطلب یہ ہے کہ

''تمام موجودات کواللہ تعالیٰ کا وجود خیال کرنا۔اور وجود ماسوی کو محض اعتباری سمجھنا جیسے قطرہ حباب، موج اور قعر وغیرہ سب کو پانی معلوم کرنا ''

(حسن اللغات فارسی اردو ص ۹۴۱)

''صوفیوں کی اصطلاح میں تمام موجودات کو خدا تعالیٰ کا وجود ماننا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا۔'' (علمی اردو لغت،تصنیف وارث سرہندی ص ۱۵۵۱)

[حکومت پاکستان کی شائع کردہ کتاب: اُردو لغت (تاریخی اصول پر) میں لکھا ہوا ہے:

'' ـــُ الْوُجُود (۔۔۔ضم ت،غم ا ،سک ل،ضم و، ومع)امذ.

(تصوف) یہ نظریہ کہ جو کوئی شے وجود رکھتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا صرف مظہر نہیں بلکہ جزو ہے اورتمام اشیا ایک وجود کے مظاہر اور اس کی شاخیں ہیں، ہمہ اوست کا نظریہ.

حضرت شیخ اکبر وحدت الوجود کہنے والوں کے امام اور مقتدا ہیں.(۱۸۸۷،فصوص الحکم (ترجمہ)، ۳).

وحدت الوجود: یعنی جملہ موجودات کا وجود ایک ہے. (۱۹۲۹ ، اصطلاحات صوفیہ، ۱۶۱)صوفی کسی ایک خیال یا علامت پر اپنی تمام توجہ مرکوز کر کے اس کے ذریعے وحدت الوجود کا ادراک حاصل کرتا ہے.(۱۹۶۸،مغربی شعرجات (ترجمہ)،۱۵۳).شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے دنیا کے سامنے فلسفہ وحدت الوجود کو پیش کیا.(۱۹۷۶، اردو نامہ، کراچی، جون،۵۴).علامہ اقبال نے .....وحدت الوجود اور ویدانت ان دونوں کو ایک ہی چیز کہا ہے. (۱۹۹۶،اختلاف کے پہلو،۱۳۵). [وحدت+رک: ال(ا) + وجود(رک)].

ـــُ الْوُجُودی (۔۔۔ضم ت،غم ا،سک ل،ضم و،ومع)امذ.

وحدت الوجود(رک) کے عقیدے کا قائل: وحدت الوجود سے متعلق یا اس کے نظریے پر مبنی.

اور دوسرا خیال جو بہت سی کتابوں میں ملتا ہے وہ وحدت الوجودی مذہب ہے.(۱۹۴۵،تاریخ ہندی فلسفہ(ترجمہ)،

ا: ۵۷)غالب کو اکثر نقادوں نے کھینچ تان کر وحدت الوجودی ثابت کیا ہے.(۱۹۶۹،توازن،۲۰۱)تم یقیناً ایک وحدت الوجودی صوفی تھے.(۱۹۸۷،عروج اقبال،۳۴۵).[وحدت الوجود + ی،لاحقۂ نسبت].

--ُ- الوُجُودِیَت (۔۔۔ضم ت،غم ا،سک ل،ضم و،ومع،کس د،فت ی)امث.

تمام موجودات کو خداوند تعالیٰ کا وجود ماننے کا عمل یا نظریہ.حتیٰ کہ وحدت الوجودیت اور توحید، ابلیس اور آدم،وطنی قومیت اور ہیئتِ اجتماعیہ.....لایعنی معلوم ہونے لگتی ہے. ''

(۱۹۸۵،تفہیم اقبال،۴۹).[وحدت + رک: ال(ا) + وجود(رک)+یت،لاحقۂ کیفیت].

(اُردو لغت ج۲۱ص۱۵۹،۱۶۰)

حاجی امداداللہ صاحب کے بارے میں اشرفعلی تھانوی (۱) دیوبندی نے کہا:''حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہی عقائد ہیں جو اہل حق کے ہیں '' (امدادالفتاوی ج۵ص۲۷۰)

قاری محمد طیب دیوبندی (۲) مہتمم ''دارالعلوم دیوبند'' نے کہا:

''حضرت حاجی امداداللہ قدس سرہ، جو گویا پوری اس جماعت دیوبند کے شیخ طائفہ ہیں''

(خطبات حکیم الاسلام ج۷ص۲۰۶)

حاجی امداداللہ صاحب نے لکھا ہے کہ

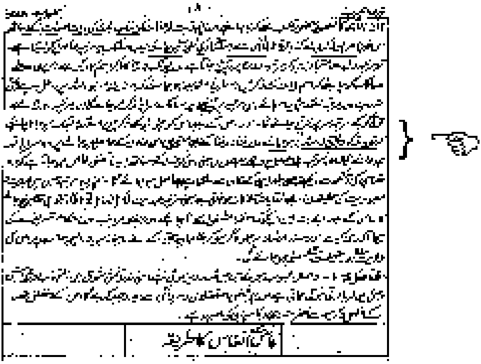
'' اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہوکر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہوجاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں'' (کلیات امدادیہ/ضیاء القلوب ص۳۵،۳۶)

حاجی صاحب نے مزید لکھا ہے کہ'' اور اس کے بعد اس کو ہُو ہُو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہوجانا چاہیئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہوجائے ''

....

(۱) اکابر علماءِ دیوبند (ص۳۳۔۴۵) تذکرہ مشائخ دیوبند (ص ۳۰۵۔۳۲۷) تذکرہ اولیائے دیوبند (ص۲۲۵۔۲۳۷) ۱۳۶۲ھ(۱۹۴۳ء) کو فوت ہوئے۔

(۲) اکابر علماءِ دیوبند(ص۲۶۷۔۲۶۹) تذکرہ اولیائے دیوبند(ص۶۲۲۔۶۲۸)۱۴۰۳ھ کو فوت ہوئے۔



(کلیات امدادیہ ص ۱۸)

رشید احمد گنگوہی[۱] نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب ہوتے ہوئے لکھا:

''یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے۔ جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں۔ تیرا ہی ظل ہے۔ تیرا ہی وجود ہے، میں کیا ہوں، کچھ نہیں ہوں اور جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے۔ استغفر اللہ....'' (مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰ و فضائل صدقات حصہ دوم ص ۵۵۶)

ضامن علی جلال آبادی نے ایک زانیہ عورت کو کہا: ''بی تم شرماتی کیوں ہو؟ کرنے والا کون اور کرانے والا کون؟ وہ تو وہی ہے'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۴۲)

اس ضامن علی کے بارے میں رشید احمد گنگوہی نے مسکرا کر کہا:

''ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے'' (ایضاً ص ۲۴۲)

خلاصہ یہ ہے کہ دیوبندی حضرات اس وحدت الوجود کے قائل ہیں جس میں خالق مخلوق، عابد و معبود، اور خدا (اللہ) اور بندے کے درمیان فرق مٹا دیا جاتا ہے۔

اس باطل عقیدے کے ابطال کے لئے دیکھئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب ''ابطال وحدت الوجود والرد على القائلين بها ''طبع لجنةالبحث العلمي ، الكويت .

....

(۱) اکابر علمائے دیوبند (ص ۱۹۔۲۴) تذکرہ مشائخ دیوبند (ص ۱۰۵۔۱۳۹) تذکرہ اولیائے دیوبند (ص ۱۲۹۔۱۳۸) ۱۳۲۳ھ (۱۹۰۵ء) کو فوت ہوئے۔

۲: شرکیہ عقائد

حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر نور محمد جھنجھانوی صاحب کے بارے میں ''ارشاد فرمایا'':

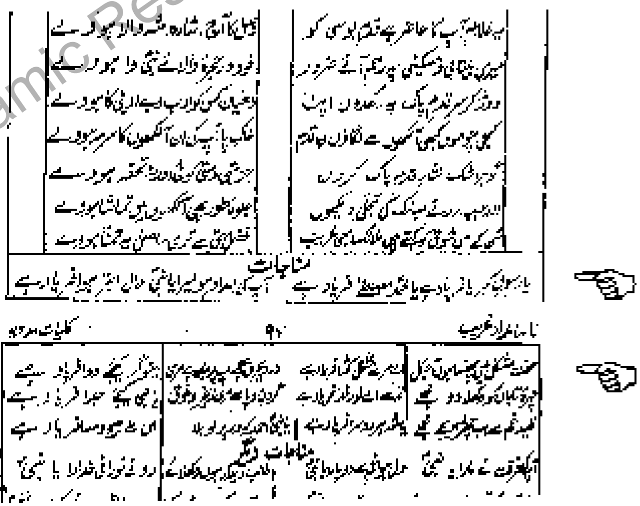
''آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا''

(شمائم امدادیہ ص۸۳، ۸۴، امداد المشتاق، فقرہ: ۲۸۸)

حاجی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھا:

''یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمدؐ مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا[1] فریاد ہے''

(کلیات امدادیہ ص۹۰، ۹۱، تذکرہ اولیائے دیوبند ص۸۹)



....

(۱) اس قسم کی نصوص دیوبندیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی محمد حنیف خالد دیوبندی صاحب مخلوق کے لئے =

اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب نے کہا:

۱۹۴

مؤلفہ

یہ اشعار مؤلف کے ہیں

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لیس لی ملجأ سواک اغث — مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ — کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف — اے مرے مولیٰ خبر لیجے مری
لیس لی طاعۃ ولا عمل — بید حبی لک فھو لی عددی
کچھ عمل ہیں نہ اطاعت میرے پاس — ہے مگر دل میں محبت آپ کی
یا رسول الا لہ بابک لی — من غمام الغموم ملتحدی

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۱۹۴ طبع تاج کمپنی لاہور، کراچی)

....

= مشکل کشا کا لفظ جائز قرار دینے کے لئے لکھا: ”اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے بندوں کی مختلف اسباب کے ذریعے مدد کرتا ہے۔ کیونکہ دنیا دارالاسباب ہے۔ یہاں اسباب کو اختیار کئے بغیر عام طور پر کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ اب جس سبب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی ہے یا کوئی مشکل حل کی ہے، اصل مددگار اور مشکل حل کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے مگر محض آلہ اور واسطہ کے درجے میں اس سبب کو بھی مددگار اور مشکل حل کرنے والا کہہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آج کل کے محاورے میں بھی ایسا کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص ہمارا بڑا ہی حمایتی اور مددگار رہے، فلاں شخص نے ہمارا فلاں مشکل مسئلہ حل کرادیا ہے، یہاں یہ کہنے والا شخص یقینی طور پر اصل اور ذات کے اعتبار سے تو حمایتی، مددگار اور مشکل حل کرنے والا اللہ تعالیٰ کو ہی سمجھتا ہے مگر صرف اسباب کے درجے میں اس شخص کو بھی حمایتی، مددگار اور مشکل حل کرنے والا کہہ دیتا ہے، شرعاً اس طرح کہنا کوئی ناجائز یا شرک و کفر نہیں ہے بلکہ جائز ہے“

(فتویٰ ۹/ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ، ص ا غیر مطبوعہ)

بعینہ یہی عقیدہ بریلویوں کا ہے۔ محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی نے لکھا: ”لیکن دیوبندی بریلوی اختلاف کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے “(اختلافِ امت اور صراط مستقیم ج ا ص ۳۸)

زکریا کاندھلوی تبلیغی دیوبندی [۱] صاحب نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ [محمد بن عبداللہ: صاحب قرآن (ﷺ)] نے ایک شخص کو فرمایا:

''یہ تیرا باپ بڑا گناہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اُس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے'' (تبلیغی نصاب ص ۷۹۱، فضائل درود ص ۱۱۳)

۳: جہمیہ اور مرجئہ کی موافقت

اشرفعلی تھانوی صاحب نے فرقہ جہمیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ

''اور جہمیہ [۲] جو ایک فرقہ اسلامیہ ہے وہ ان سب امور میں تاویل کرتے ہیں۔ مثلاً ید اللہ فوق ایدیھم میں ید سے مراد قوت کہتے ہیں۔ اور متاخرین نے ان مبتدعین کے مذہب کو اختیار کیا ہے ایک خاص ضرورت سے اور وہ یہ ہے کہ نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے..'' (تقریر ترمذی للتھانوی ص ۲۰۳، ۲۰۴)

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی [۳] صاحب آیاتِ صفات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

''اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت

....

(۱) تذکرہ مشائخ دیوبند (ص ۳۸۱۔۳۸۴) اکابر علمائے دیوبند (ص ۲۶۵۔۲۶۶) تذکرہ اولیائے دیوبند (ص ۶۱۶۔۶۲۱) ۱۹۸۲ء کو فوت ہوئے۔

(۲) یہ فرقہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے۔ جہم بن صفوان کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"وکان ینکر الصفات وینزه الباري عنها بزعمه ویقول بخلق القرآن ویقول :إن الله فی الأمكنة كلها " وہ صفات کا انکار کرتا تھا اور اپنے زعم میں باری تعالیٰ کو ان سے منزہ قرار دیتا تھا، خلقِ قرآن کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ اللہ ہر جگہ میں موجود ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۶/ ۲۶، ۲۷)

(۳) اکابر علماءِ دیوبند (ص ۴۶۔۵۳) تذکرہ مشائخ دیوبند (ص ۲۰۳۔۲۲۴) تذکرہ اولیائے دیوبند (ص ۱۸۴۔۲۰۷) ۱۳۴۶ھ کو فوت ہوئے۔

سے بحث نہیں کرتے ، یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص وحدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت وشرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے ''

(المہند ص۴۲ جواب سوال:۱۳، ۱۴)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں نے جہمیہ کا مذہب اختیار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ

'' ولا يقال إن يده قدرته أو نعمته لأن فيه ابطال الصفة وهو قول أهل القدر والإعتزال ولكن يده صفته بلا كيف''

اور یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کے ہاتھ سے مراد قدرت یا نعمت ہے کیونکہ اس میں صفت کا ابطال ہے اور یہ قول قدریوں اور معتزلہ کا ہے۔ لیکن اس کا ہاتھ اس کی صفت ہے بغیر کیفیت کے۔ (الفقہ الاکبر مع شرح القاری ص ۳۶، ۳۷)

مرجئہ کی طرح دیوبندی حضرات: ایمان میں زیادتی اور نقص کے بھی قائل نہیں ہیں اُن کے نزدیک ایمان فقط تصدیقِ قلب کا نام ہے۔

دیکھئے حقانی عقائد الاسلام (ص ۱۲۳ تصنیف عبدالحق حقانی وپسند کردہ محمد قاسم نانوتوی)

مفتی محمود حسن گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے کہ ''خدا ہر جگہ موجود ہے،،

(ملفوظات فقیہ الامت ج ۲ ص ۱۴)

اپنے اس باطل عقیدے پر مفتی مذکور نے جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ

''ابن جوزی سے کسی نے پوچھا کہ خدا کہاں ہے تو فرمایا کہ ہر جگہ ہے'' (ایضاً ص ۱۴)

اس کذب وافتراء کے سراسر برعکس حافظ ابن الجوزی نے جہمیہ کے فرقہ ملتزمہ کے بارے میں لکھا ہے کہ '' والملتزمة جعلوا الباري سبحانه وتعالىٰ في كل مكان''

ملتزمہ نے باری سبحانہ وتعالیٰ کو ہر جگہ (موجود) قرار دیا ہے۔

(تلبیس ابلیس ص ۳۰ اقسام اُہل البدع)

۴: اکابر پرستی اور غلو

دیوبندی حضرات اپنے اکابر کے بارے میں سخت غلو کرتے ہیں۔ محمد الیاس دیوبندی، بانی تبلیغی جماعت (دیوبندی) کی نانی کے بارے میں (مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی) نے لکھا ہے کہ

''جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں کہ جن میں آپ کا پاخانہ لگ گیا تھا عجیب وغریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی ''

(تذکرۃ مشائخ دیوبند حاشیہ ص ۹۶،تصنیف مفتی عزیز الرحمٰن)

اس ٹٹی کے بارے میں عاشق الٰہی دیوبندی میرٹھی نے لکھا ہے کہ

'' پوتڑے نکالے گئے جو نیچے رکھ دیئے جاتے تھے تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو اور ایسی نرالی مہک پھوٹتی تھی کہ ایک دوسرے کو سنگھاتا اور ہر مرد اور عورت تعجب کرتا تھا چنانچہ بغیر دھلوائے اُن کو تبرک بنا کر رکھ دیا گیا۔'' (تذکرۃ الخلیل ص ۹۶، ۹۷)

پاخانہ کو دیوبندیوں کا تبرک بنا کر رکھنا تو آپ نے پڑھ لیا، اب زکریا تبلیغی صاحب کا قول پڑھیئے:

'' لیکن مجھ جیسے کم علم کے لئے تو سب اہل حق معتمد علماء کا قول حجت ہے ''

(کتبِ فضائل پر اشکالات اور اُن کے جوابات ص ۱۳۴)

اہلِ حق سے، ان کے نزدیک مراد علماءِ دیوبند ہیں۔

اشرفعلی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ

''اور دلیلِ نہی ہم مقلدوں کے لئے تو فقہاء کا فتویٰ ہے اور فقہاء کی دلیل تفتیش کرنے کا ہم کو حق حاصل نہیں'' (امداد الفتاوی ج ۵ ص ۳۱۳، ۳۱۴)

۵: گستاخیاں

☆ حیاتی دیوبندیوں کا مشہور مناظر ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی[1] نے ایک صحیح حدیث کا مذاق اُڑاتے ہوئے لکھا ہے کہ

"لیکن آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے اور کُتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی" (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۵۰ طبع ستمبر ۱۹۹۴ء)

میں نے جب اپنے طویل خط "امین اوکاڑی کا تعاقب" میں عبارتِ مذکورہ کا حوالہ دیا تو اوکاڑوی نے اعتراض کی عبارت بدل کر اسے کاتب کی غلطی قرار دیا۔

دیکھئے ماہنامہ الخیر ملتان ج ۱۸ شمارہ ۴ ص ۴۱، جولائی ۲۰۰۰ء ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

حالانکہ عبارتِ مذکورہ کاتب کی غلطی نہیں ہے بلکہ امین اوکاڑوی کی کتاب "غیر مقلدین کی غیر مستند نماز" ص ۴۳ فقرہ: ۱۹۸ مطبوعہ: المدنی دار الکتب سرے گھاٹ حیدر آباد اور "تجلیات صفدر" ج ۵ ص ۴۸۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان،، از نعیم احمد دیوبندی ملتانی استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان، میں بھی موجود ہے۔ تجلیات صفدر ج ۱ ص ۲۹ پر محمد نعیم ملتانی کے لئے اشاعت کا اجازت نامہ از حکم محمد امین اوکاڑوی ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ موجود ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کا اسے کاتب کی غلطی قرار دینا خود اُنکے قلم سے منسوخ اور غلط ہے۔

☆ ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ

" نماز میں اقعاء خود رسول پاک ﷺ سے ثابت ہے (ترمذی ج ۱ ص ۳۸، ابوداود جلد ۱ ص ۱۲۳) لیکن (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۵) پر اسے عقبۃ الشیطان کہا گیا ہے۔

....

(۱) دیوبندیوں کی معتبر کتاب "علمی مجالس" میں لکھا ہوا ہے کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ الاسلام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے ایک شخص کو اپنی مجلس سے نکال دیا تھا جس کے بارے میں انھیں یقین ہو گیا تھا کہ امین اوکاڑوی کا شاگرد ہے۔ (دیکھئے ص ۲۶۱)

.....دیکھیں اپنے کیئے ہوئے فعل کو عقبہ شیطان کہا جا رہا ہے“ (تحفہ اہل حدیث ج ۲ ص ۱۲۱)

حالانکہ جس اقعاء کو عقبہ شیطان کہا گیا ہے وہ اقعاء رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے جو اقعاء ثابت ہے وہ دوسرا اقعاء ہے۔ عقبۃ الشیطان والا اقعاء قطعاً نہیں ہے۔

دیکھئے محولہ کتابوں کی شروح اور درس ترمذی (تصنیف محمد تقی عثمانی دیوبندی ج ۲ ص ۵۳)

لہٰذا جھنگوی کا قول مذکور، رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ہے۔

☆ نبی ﷺ بعض اوقات سری نمازوں میں ایک دو آیتیں جہراً پڑھ دیتے تھے، اس کے بارے میں اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ

”اور میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ آپ پر ذوق کی حالت غالب ہوتی تھی جس میں یہ جہر واقع ہو جاتا تھا اور جب کہ آدمی پر غلبہ ہوتا ہے تو پھر اسکو خبر نہیں رہتی کہ کیا کر رہا ہے“ (تقریر ترمذی ص ۷۱)

یہ چند حوالے بطور نمونہ لکھے گئے ہیں ورنہ دیوبندیوں کی گستاخیاں بہت زیادہ ہیں۔

☆ حسین احمد ٹانڈوی مدنی نے کہا:

”اس کو عبادہ بن الصامت معنعناً ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ معتبر نہیں“ (توضیح الترمذی ج ۱ ص ۴۳۶)

ٹانڈوی نے مزید کہا:

”کیونکہ بعض کے راوی عبادہ ہیں جو کہ مدلس ہیں“ (ایضاً ص ۴۳۷)

صحابی رسول ﷺ کو مدلس قرار دینا بہت بڑی گستاخی ہے۔

تنبیہ: امام شعبہ سے یہ قول بالکل ثابت نہیں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدلس تھے۔

☆ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ کے بارے میں حسین احمد مدنی نے لکھا ہے کہ

”الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا“ (الشہاب الثاقب ص ۴۲)

حسین احمد مدنی کے خلیفہ قاضی زاھد الحسینی دیوبندی نے لکھا ہے کہ

''پاکستان میں بعض لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ نے بعد میں ان عقائد میں ترمیم فرمادی یا رجوع کر لیا تھا، حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور اہل بدعت کی طرح افتراء ہے، حضرت کے یہی عقائد آخر تک تھے''

(چراغ محمد ص ۹۰،۹۱)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''اکاذیبِ آلِ دیوبند''

☆ زکریا کاندھلوی تبلیغی نے محدثین کرام کے بارے میں لکھا ہے کہ

''ان محدثین کا ظلم سنو!'' (تقریر بخاری ج ۳ ص ۱۰۴)

٦: اندھی تقلید

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ

''بے سوچے سمجھے یا بے دلیل پیروی، نقل، سپردگی''

''بلا دلیل پیروی کرنا، آنکھ بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا، کسی کی نقل اُتارنا''

(القاموس الوحید ص ۱۳۴۶)

اشرفعلی تھانوی نے کہا ہے کہ

''تقلید کہتے ہیں اُمتی کا قول ماننا بلا دلیل.... اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا وہ اتباع کہلاتا ہے'' (الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۵۹ ملفوظ: ۲۲۸)

اس تعریف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی کا بیان سُن لیں:

'' معہذا ہمارا فتویٰ اور عمل قولِ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا۔ اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفۂ مجتہد ہے'' (ارشاد القاری ص ۴۱۲)

یعنی دیوبندیوں کے نزدیک قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔

انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب نے (بذاتِ خود اعتراف کرتے ہوئے) ایک قوی حدیث

کا جواب سوچنے کے لئے دس سال سے زیادہ کا عرصہ لگا دیا۔ (دیکھئے فیض الباری ج ۲ ص ۲۷۵، العرف الشذی ج ۱ ص ۱۰۷، معارف السنن ج ۴ ص ۲۶۴، اور درس ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴)

محمود حسن دیو بندی صاحب نے صاف اعلان کیا کہ

''آپ ہم سے وجوبِ تقلید کی دلیل کے طالب ہیں۔ ہم آپ سے وجوب اتباعِ محمدی ﷺ و وجوب اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہیں'' (ادلہ کاملہ ص ۷۸)

[یعنی محمود حسن کے نزدیک اہلِ حدیث کے پاس وجوبِ تقلید پر کوئی دلیل نہیں ہے، اسی طرح محمود حسن کے نزدیک اہلِ حدیث کے پاس قرآنِ مجید اور اتباعِ رسول پر کوئی دلیل نہیں ہے۔! سبحان اللہ!

اطیعوا اللہ اور **اطیعوا الرسول** والی عظیم الشان دلیلوں سے یہ لوگ کیوں بے خبر ہیں؟!

یاد رہے کہ مسلمان سے یہ مطالبہ کرنا کہ ''قرآن یا حدیث سے دلیل پیش نہ کرو'' باطل مطالبہ اور مردود شرط ہے۔ اگر قرآن وحدیث سے دلیل پیش نہ کی جائے تو کیا تورات وانجیل یا گرو کی گرنتھ سے دلیل پیش کی جائے گی؟! کچھ تو اپنی اداؤں پر غور کریں!]

(اِن آلِ تقلید کے مقابلے میں) شیخ مقبل بن ہادی الیمنی رحمہ اللہ نے کہا: "التقليد حرام ، لايجوز لمسلم أن يقلد في دين الله ...... "، تقلید حرام ہے، کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ اللہ کے دین میں تقلید کرے۔ (تحفۃ المجیب علی أسئلۃ الحاضر والغریب ص ۲۰۵)

اور کہا: "فالتقليد لايجوز والذين يبيحون تقليد العامي للعالم نقول لهم: أين الدليل ؟ " یعنی تقلید جائز نہیں ہے اور جو لوگ عامی (جاہل) کیلئے تقلید جائز قرار دیتے ہیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ (اس کی) دلیل کیا ہے؟ (ایضاً ص ۲۶)

اور کہا: " نصيحتي لطلبة العلم : الابتعاد عن ا لتقليد، قال الله سبحانه وتعالى : [و] لاتقف ما ليس لك به علم"

میری طالب علموں کے لئے یہ نصیحت ہے کہ وہ تقلید سے دور رہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جس کا تجھے علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ چل۔ (غارۃ الاشرطۃ علی اہل الجہل والسفسطۃ ص ۱۱، ۱۲)

۷: اہل حدیث سے بغض

دیوبندی حضرات اہل حدیث سے سخت بغض رکھتے ہیں۔اشرفعلی تھانوی صاحب اہلِ حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ

''اس لئے احتیاط یہی ہے کہ اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے'' (امداد الفتاوی ج ا ص ۲۴۹)

اور اگر کوئی شخص اہلِ حدیث کے پیچھے نماز پڑھ لے تو اس کے لئے تھانوی فتویٰ درج ذیل ہے: ''نماز حسبِ قواعد فقہیہ صحیح ہوگئی مگر احتیاط اعادہ میں ہے'' (امداد الفتاویٰ ج ا ص ۲۵۳)

اہلِ سنت کے ایک ثقہ امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۹ھ) نے اہلِ بدعت کی یہ (بڑی) نشانی بیان فرمائی ہے کہ وہ اہل الحدیث سے بغض کرتے ہیں۔

(دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث للحاکم النیسابوری ص ۴ وعقیدۃ السلف للصابونی ص ۱۰۲، وسندہ صحیح)

حال ہی میں دیوبندیوں نے بٹگرام، صوبہ سرحد، پاکستان میں ایک (سلفی) اہلِ حدیث مسجد شہید کردی ہے، اس المناک سانحے پر حضرو کے دیوبندی حضرات نے خوشی مناتے ہوئے درج ذیل بیان جاری کیا ہے:

'' بٹگرام کی فضا کو خراب کرنے والے شر پسند ہیں۔سرحد حکومت ایسے لوگوں کے خلاف کاروائی کرے۔ایک حجرے کو عبادت گاہ کا درجہ دے کر علاقے کی فضا کو فرقہ واریت سے لبریز کرنا سازش ہے...... کچھ لوگ بیرونی امداد اور اشاروں پر وہاں فرقہ واریت پھیلانا چاہتے ہیں اور غیر مقلدیت کے نام سے نئے فرقے کی بنیاد ڈالی جارہی ہے...''

قاری عبدالرحمٰن، مولوی عبدالسلام، مولوی رشید احمد، مولوی فضل واحد، قاری چن محمد، مولوی عبدالخالق، وغیرہم۔ دیکھئے روزنامہ اسلام، راولپنڈی ج ا شمارہ ۲۱۹ '۱۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۵ فروری ۲۰۰۴ء

دیوبندی اخبار کی فوٹو سٹیٹ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ مسجد بنانے والے لوگ شر پسند ہوتے ہیں یا مسجد شہید کرنے والے؟!



اہلِ حدیث سے دیو بندیوں کا بُغض کسی حوالے کا محتاج نہیں ہے۔ مداہنت والی پالیسی رکھنے والوں کو چاہیئے کہ عصرِ حاضر میں ماسٹر امین اوکاڑوی، ابو بکر غازیپوری اور حبیب اللہ ڈیروی وغیرہم جیسے دیو بندیوں کی کتابیں دیکھیں جو کہ عام مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ کسی ایک کتاب کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں، دیو بندیوں کے اسلاف نے اہل حدیث کے خلاف ''نظم المساجد باخراج الوھابیین من المساجد'' نامی رسالہ لکھ کر اہل حدیث کو مسجدوں میں نمازیں پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ **واللہ من ورائھم محیط .**

یہ کتاب: ''نظم المساجد'' مطبوع ومتداول ہے۔

تنبیہ: اہل الحدیث سے بغض اور کتاب وسنت میں تحریفات کرنے والے اور بھی بہت سے فرقے ہیں مثلاً مسعود احمد بی ایس سی (تکفیری) کی جماعت المسلمین رجسٹرڈ، ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی برزخی (تکفیری) کی جماعت، جدید خوارج اور موجودہ تکفیری جماعتیں وغیرہ، ان کا بھی وہی حکم ہے جو دوسری بدعتی جماعتوں کا ہے۔ ان کی اقتداء میں بھی نماز جائز نہیں ہے، ان تمام گمراہ فرقوں سے برأت اور علیحدگی ضروری ہے۔

۸: ختم نبوت پر ڈاکہ

اہلِ حدیث کو مسجدوں سے نکالنے والوں کا ختم نبوت کے بارے میں عجیب وغریب عقیدہ ہے۔ محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند نے لکھا ہے کہ

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (تحذیر الناس ص ۳۴)

تنبیہ: اصولِ حدیث میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ نبی ﷺ کے مبارک نام کے ساتھ پورا درود لکھنا چاہیئے، صرف اشارہ کر دینا (مثلاً ص، صلعم) صحیح نہیں ہے۔

دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح (ص ۲۰۸، ۲۰۹)

قاری محمد طیب دیوبندی نے لکھا ہے کہ

''تو یہاں ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے۔ نبوت مکمل ہو گئی، وہی کام دے گی قیامت تک، نہ یہ کہ منقطع ہو گئی اور، دنیا میں اندھیرا پھیل گیا'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۱ ص ۳۹)

حالانکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ

((إن الرسالة والنبوة قد انقطعت)) بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی۔

(سنن الترمذی: ۲۲۷۲ وقال: صحیح غریب)

رہا یہ کہنا کہ ''اندھیرا پھیل گیا'' تو یہ طیب صاحب کی گپ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ دین اسلام کے ساتھ چاروں طرف روشنی ہی روشنی پھیل گئی ہے اور اب نہ کوئی رسول پیدا ہو گا اور نہ کوئی نبی۔ والحمد للہ

اللہ کے نبی: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا قیامت سے پہلے بطورِ نشانی کے، آسمان سے نازل ہونا (دیکھئے کشف الاستار فی زوائد البزار ۱۴۲/۴ ح ۳۳۹۶ وسندہ صحیح) اس سے مستثنیٰ ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ سے پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے اور یہی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق (شام) میں سفید منارے پر نازل ہوں گے۔

نیز دیکھئے میری کتاب ''القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح'' یاد رہے کہ کسی حدیث میں یہ بالکل نہیں آیا کہ عیسیٰ بن مریم پیدا ہوں گے۔ پیدا ہونے والی بات غیر مسلم قادیانیوں کی گپ ہے جس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

۹: گمراہی کی طرف علانیہ دعوت

دلائل مذکورہ اور دیگر دلائل سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ دیو بندیت ایک گمراہ فرقہ ہے۔ متعدد سلفی علماء نے دیو بندیوں کا بدعتی ہونا دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔

مثلاً دیکھئے: **معجم البدع للشيخ رائد بن صبري بن أبي علفة** ص ٩٥

والقول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ للشيخ حمود التويجري ،

وجماعة التبليغ عقيدتها وأفكار مشائخهالمیاں محمد أسلم

والسراج المنير في تنبيه جماعة التبليغ على أخطاء هم للشيخ الدكتور محمد تقي الدين الهلالي المراكشي

ونظره عابرة اعتبارية حول الجماعة التبليغية للشيخ سيف الرحمٰن الدهلوي

المورد العذب الزلال فيما انتقد على بعض المناهج الدعوية من العقائد والأعمال للشيخ الإما م أحمد بن يحي بن محمد النجمي ص ٢٤٢ـ٢٥٧ **وعليه تقريظ الشيخ صالح بن فوزان الفوزان وغيره**

الجماعات الإسلامية في ضوء الكتاب والسنة بفهم سلف الأمة ص ٣٣٥ـ ٣٧٦ **للشيخ أبي أسامة سليم بن عيد الهلالي ـ**

درج ذیل کبار علماء نے دیو بندیوں وغیرہ کی جماعت کو بدعتی اور گمراہ قرار دیا ہے:

① الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ

(الجماعات الاسلامیہ ص ۳۷۷ والقول البلیغ ص ۲۸۹ـ۲۹۰)

② شیخ الاسلام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے تبلیغی جماعت کے بارے میں کہا:

" وهى جماعة الديوبنديين عندهم خرافات، عندهم بعض البدع والشركيات فلا يجوز الخروج معهم إلا إنسان عنده علم يخرج لأن ينكر عليهم ويعلّمهم "

یہ دیوبندیوں کی جماعت ہے، ان کے پاس خرافات ہیں، ان کے پاس بعض بدعتیں اور شرکیات ہیں لہٰذا ان کے ساتھ نکلنا کسی انسان کے لئے جائز نہیں ہے سوائے اس انسان کے جس کے پاس علم ہے، وہ اُن پر انکار کرے اور انھیں علم سکھائے۔

(کشف الستار عما تحملہ بعض الدعوات من اخطار ص ۵۲)

③ مشہور عربی عالم شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: **جماعة التبليغ لا تقوم علٰى منهج كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوٰة والسلام وما كان عليه سلفنا الصالح .**
تبلیغی جماعت والے کتاب اللہ، سنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلف صالحین کے منہج پر نہیں ہیں۔ (کشف الستار ص ۶۲)

یہ چند حوالے بطور نمونہ لکھے ہیں ورنہ تمام کبار علماء ان دیوبندیوں و تبلیغیوں کی بدعت اور گمراہی کی گواہی دیتے ہیں لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ دیوبندی فرقہ بدعتی فرقہ ہے۔ دیوبندی حضرات اپنے فرقے کی طرف لوگوں کو تحریراً، تقریراً اور تمام ممکنہ طریقوں سے دعوت دیتے ہیں۔ بدعت کی طرف دعوت دینے والے (**الذي ضعفه الجمهور**) شخص کی روایت اصلاً مردود ہوتی ہے۔ (دیکھئے کتاب المجروحین لابن حبان ج ۳ ص ۶۳، ۶۴)

تنبیہ: زمانہ تدوین حدیث کا وہ راوی جس کی جمہور محدثین کرام نے توثیق کی ہے، وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ (نیز دیکھئے التنکیل بمافی تأنیب الکوثری من الاباطیل ج ۱ ص ۴۲-۵۲)

چونکہ دیوبندی حضرات اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتے ہیں لہٰذا اُصولِ حدیث کی رو سے ان کی روایت مردود ہے۔

۱۰: انکار حدیث

گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے کہ اندھی تقلید کی وجہ سے دیوبندی حضرات (آلِ دیوبند) حدیث صحیح کا انکار کر دیتے ہیں۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی نے لکھا ہے کہ

”رجوع الی الحدیث وظیفۂ مقلد نہیں“ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۰)

محمد تقی عثمانی دیوبندی نے تقلید شخصی پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

"اور اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دیدیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پا کر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے۔تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا" (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۸۷)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مقلد کا صرف یہ کام ہے کہ وہ حدیث کی طرف رجوع نہ کرے بلکہ صرف (دیوبندی وتقلیدی مولویوں کے ذریعے سے) اپنے مزعوم امام کی طرف ہی رجوع کرے۔ورنہ حدیث پر عمل کرنے کی صورت میں وہ "گمراہ" ہو جائے گا (!)

محمود حسن دیوبندی نے لکھا ہے کہ

"لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے"

(ایضاح الادلہ ص ۲۷۶ طبع قدیم)

دیوبندیوں کے ہاں تقلید کی اس قدر اہمیت ہے کہ وہ تقلید کو کسی طور پر بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے، چاہے قرآن وحدیث کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے جیسے مدت رضاعت میں وہ قرآنی حکم کے برخلاف ڈھائی سال کے قائل ہیں۔

۱۱: نماز بھی خلافِ سنت

دیوبندیوں کی نماز سنت کے مخالف ہوتی ہے مثلاً بھول جانے کی صورت میں ان کا امام صرف ایک طرف: دائیں طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کرتا ہے جس کا کوئی ثبوت قرآن، حدیث، اجماع یا آثار سلف (صحابہ) میں نہیں ہے، یہ لوگ نمازیں بھی انتہائی لیٹ کر کے پڑھتے ہیں۔جس کا مشاہدہ ہر دیوبندی مسجد میں کیا جا سکتا ہے۔

سورج کے انتہائی زرد ہو جانے کے بعد (منافقین کے وقت میں) یہ عصر کی نماز پڑھتے ہیں۔

ایک صحیح حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر (صحیح العقیدہ) امراء (حکمران) نمازیں لیٹ کر کے پڑھیں تو اپنی نماز اول وقت میں پڑھ لینی چاہیے۔اور اسکے بعد اگر کوئی ان کے

ساتھ نماز پائے تو دوبارہ نفل سمجھ کر پڑھ لے۔ (دیکھئے صحیح مسلم کتاب المساجد ح ۶۴۸)

علاوہ ازیں (عام طور پر) ان کے ائمہ اتنی جلدی اور تیز نمازیں پڑھاتے ہیں کہ الامان والحفیظ رکوع اور سجود میں تعدیلِ ارکان کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا، بلکہ نماز صرف ایک پریڈ معلوم ہوتی ہے، اور رمضان المبارک میں تراویح میں تو حد ہو جاتی ہے اور قراءت میں **یعلمون / تعلمون** کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

۱۲: قرآن وسنت کی غلط تاویلیں اور تحریفات

ہر سلفی العقیدہ آدمی جس کا دیوبندیوں سے ٹکراؤ ہے، اس کا مشاہدہ کرتا ہے کہ یہ لوگ قرآن وسنت کی غلط تاویلیں کرتے ہیں اور تحریفات کے مرتکب ہیں۔ مثلاً:

آیت: ﴿ **فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** ﴾ (پس اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے) سے یہ لوگ مذاہبِ اربعہ میں سے ایک مذہب کی تقلید کا وجوب ثابت کرتے ہیں حالانکہ اس آیتِ کریمہ سے سلف صالحین میں سے کسی نے یہ استدلال نہیں کیا اور نہ سوال کرنا تقلید کہلاتا ہے بلکہ اس آیت کا واضح مفہوم یہی ہے کہ عدمِ علم کی حالت میں (بغیر تعینِ مذاہبِ اربعہ) علماء سے (کتاب وسنت کا) مسئلہ پوچھا جائے۔

دیوبندیوں نے تاویل (وتحریف) مذکور کے ساتھ عوام الناس کو صراطِ مستقیم سے ہٹا رکھا ہے۔

جو شخص یہ سمجھے کہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ابوحنیفہ میں سے ایک متعین کا قول ہی صحیح ہے۔ اسی کی اتباع کرنی چاہئے اور دوسرے کی اتباع نہیں کرنی چاہئے، ایسے شخص کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"فمن فعل هذا كان جاهلاً ضالاً، بل قد يكون كافرًا، فإنه متى اعتقد أنه يجب على الناس اتباع واحد بعينه من هولاء الأئمة دون الإمام الآخر فإنه يجب أن يستتاب فإن تاب وإلا قتل، بل غاية مايقال أنه يسوغ أو ينبغي أو يجب على العامي أن يقلد واحدًا

لا بعينه من غير تعين زيد ولا عمرو ، وأما أن يقول قائل: إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان فهذا لايقوله مسلم"

پس جو شخص ایسا کرے وہ جاہل گمراہ ہے بلکہ بعض اوقات کافر ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب وہ یہ عقیدہ رکھے کہ لوگوں پر ان (چار) اماموں میں سے ایک متعین امام کی اتباع واجب ہے، دوسرے (کسی) امام کی نہیں تو یہ ضروری ہے کہ اسے توبہ کرائی جائے اگر کرلے تو بہتر ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عامی کے لئے زید وعمرو کے تعین کے بغیر کسی ایک غیر متعین کی تقلید[1] جائز، بہتر یا واجب ہے رہا یہ کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے: عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے تو اس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہے۔ (مجموع فتاویٰ ج ۲۲ ص ۲۴۹)

شیخ الاسلام کی اس تحقیق کے سراسر برعکس دیوبندیوں کا یہ نعرہ ہے کہ
"يجب على العامة تقليد أبي حنيفة" عوام پر ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے۔

محمود حسن دیوبندی نے تقلید کا وجوب ثابت کرنے کی کوشش میں قرآنِ کریم میں تحریف کردی ہے۔ محمود حسن نے لکھا ہے:

"یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شيءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ" (ایضاح الادلہ ص ۹۷ طبع ۱۳۳۰ھ مطبع قاسمی مدرسہ دیوبند باہتمام حبیب الرحمٰن)

"والی اولی الامر منکم" کے اضافے کے ساتھ یہ "آیت" پورے قرآن میں کہیں موجود نہیں ہے، یہ اضافہ محمود حسن دیوبندی نے تقلید شخصی کو واجب قرار دینے کیلئے گھڑا

....

(۱) تقلید کے بارے میں راجح قول یہی ہے کہ عامی کے لئے بھی تقلید جائز نہیں ہے۔ دیکھئے ص ۲۵ عامی پر یہ واجب ہے کہ وہ صحیح العقیدہ علماء سے قرآن وحدیث پوچھ کر اس پر عمل کرے۔ قرآن وحدیث پوچھنا اور اس پر عمل کرنا تقلید نہیں کہلاتا بلکہ اتباع واقتداء کہلاتا ہے، دیکھئے ص ۲۴

ہے۔دیوبندیوں کی اس تحریف کے رد کیلئے دیکھئے الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری کی القول البلیغ فی التحذیر من جماعۃ التبلیغ''ص ۱۱۹، ۱۴۰

تنبیہ: یاد رہے کہ آیتِ کریمہ میں تحریف کا یہ حوالہ کسی کاتب کی غلطی نہیں ہے جیسا کہ عبارتِ مذکورہ کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔نیز دیکھئے ہمارے شیخ بدیع الدین الراشدی (رحمہ اللہ) کی کتاب ''الطوام المرعشة في تحريفات أهل الرأى المدهشة''

ان سطورِ سابقہ سے صاف ظاہر ہے کہ دیوبندی حضرات: اہلِ بدعت ہیں اور جہمیہ کی طرح ان کی بدعت شدید اور خطرناک ہے لہٰذا ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

اہلِ حدیث: سلفی علماء کی یہی تحقیق ہے۔ہمارے شیخ بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ نے اس مسئلے پر ایک رسالہ ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہئے'' لکھا ہے۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ اور شیخنا ابوالرجال اللہ دتہ السوھدروی الوزیرآبادی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل تھے کہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی کا بھی یہی موقف ہے لہٰذا جن علماء نے (ان لوگوں کے پیچھے نماز کے) جواز کا فتویٰ دیا ہے، ان تک دیوبندیوں کے عقائد مذکورہ نہیں پہنچے یا انھیں اس مسئلے پر تحقیق کا موقع نہیں ملا ہے۔دیگر تفاصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''اکاذیبِ آلِ دیوبند''

سعودی عرب کے شیخ رائد بن صبری بن ابی علفہ نے اپنی کتاب ''معجم البدع'' میں (دیوبندی) تبلیغی جماعت کو ذکر کر کے اہلِ بدعت میں شمار کیا ہے۔دیکھئے ص ۹۵، ۹۶

شیخ حمود بن عبداللہ التویجری السعودی نے شیخ محمد تقی الدین الہلالی المراکشی سے نقل کیا کہ انھوں نے دیوبندیوں کے اکابر میں سے ایک ''عالم'' کا ذکر کر کے کہا: ''ويلك يا مشرك!''
اے مشرک! تو ہلاک ہو جائے۔ (دیکھئے القول البلیغ فی التحذیر عن جماعۃ التبلیغ ص ۸۹)

نیز دیکھئے شیخ محمد بن ناصر العرینی کی کتاب ''كشف الستار عما تحمله بعض الدعوات من أخطار'' اور نزار بن ابراہیم الجربوع کی کتاب ''وقفات مع جماعة التبليغ: عرض و نقد''

آج کل دیوبندیوں کے علماء اور عوام عقائدِ دیوبند پر اس قدر سختی سے عمل پیرا ہوتے ہیں کہ وہ سمجھانے کے باوجود بھی ان باطل عقائد ونظریات کو ترک کرنے کے لئے کسی طور پر تیار نہیں ہوتے بلکہ وہ یہ کہہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ علماء نے جو لکھا ہے درست ہی لکھا ہے۔

اثنا عشری جعفری شیعہ حضرات تحریفِ قرآن، تکفیرِ صحابہ وغیرہما جیسے باطل عقائد رکھتے ہیں مگر ان کے بعض حضرات تقیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے یہ عقائد نہیں ہیں۔ علمائے اسلام انھیں یہ کہتے ہیں کہ ''اگر تمھارے یہ عقائد نہیں ہیں تو ان عقائد رکھنے والے فلاں فلاں شخص کی تکفیر کرو۔'' (یا اس سے اعلانِ براءت کرو) لیکن وہ اس تکفیر (یا اعلانِ براءت) کے لئے کبھی تیار نہیں ہوتے۔ اسی طرح بعض چالاک دیوبندی اپنے اکابر کے مشرکانہ عقائد کے بارے میں تقیہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے یہ عقائد نہیں ہیں اور ہم صرف قرآن وحدیث ہی مانتے ہیں۔ انھیں علمائے اہلِ سنت (اہلِ حدیث) کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اپنے ان اکابر سے برأت کا اعلان کرو جن کی کتابوں میں یہ عقائد مذکورہ درج ہیں۔ اور ان کے شرک وبدعت کا علانیہ اعتراف کرو۔ مگر ایسا اعتراف اور اعلانِ برأت وہ کبھی نہیں کرتے بلکہ پکے اکابر پرست ہیں لہٰذا جب تک وہ اپنے ان اکابر سے صریح برأت نہ کریں ان کا وہی حکم ہے جو ان کے اکابر کا ہے۔

امام ابوداود فرماتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ اہلِ سنت کا ایک آدمی کسی بدعتی کے ساتھ ہے تو کیا میں اس (سنی) کا بائیکاٹ کردوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اسے سکھاؤ کہ تمھارا ساتھی بدعتی ہے (اس سے بچ جاؤ) پھر اگر وہ اس بدعتی سے بات چیت ختم کردے تو فبہا ورنہ اسے اسی کے ساتھ ملا دو۔ (مناقب احمد ص ۱۸۲، ۱۸۳ وسندہ صحیح)

یعنی اقامتِ حجت کے بعد اس سُنی کا بھی وہی حکم ہے جو بدعتی کا حکم ہے۔

تنبیہ: بعض شر پسند لوگ، اہلِ حدیث سلفیوں کے خلاف وحید الزمان حیدرآبادی، نواب صدیق حسن خان اور نواب نور الحسن وغیرھم کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے علانیہ لکھا ہے کہ

''کیونکہ نواب صدیق حسن خان، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، میر نور الحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں اگرچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہیں لیکن غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو''

(مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۲ تحقیق مسئلہ تقلید ص ۶)

جب تمام اہلِ حدیث علماء وعوام نے ان کتابوں کو رد کر دیا ہے تو ان کتابوں کے حوالے اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنا باطل بلکہ ابطل الاباطیل ہے۔

محمد عبدالحلیم چشتی کی کتاب ''حیات وحید الزمان'' کی ایک عبارت کا یہ خلاصہ ہے کہ اہلِ حدیث کا ایک بڑا گروہ مثلاً محدث شمس الحق عظیم آبادی، محمد حسین لاہوری، عبداللہ غازی پوری، فقیر اللہ پنجابی وغیرھم وحید الزمان حیدر آبادی سے ناراض اور بددل ہو گئے تھے۔ (دیکھئے ص ۱۰۱)

اہلِ حدیث کے نزدیک قرآن، حدیث اور اجماع حجت ہے اور مسائل کو سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں سمجھنا اور ماننا چاہئے۔

اہلِ حدیث کے خلاف صرف وہی بات پیش کی جا سکتی ہے جو:

① کتاب وسنت واجماع اور فہم سلف صالحین کے خلاف نہ ہو

② جس پر تمام اہلِ حدیث کا اجماع ہو۔ بعض اشخاص کی شاذ آراء نہ ہوں

وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی (۲۲/محرم ۱۴۲۵ھ)

دیوبندی حضرات اہلِ سنت نہیں ہیں

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الأمین ، أما بعد :

دیوبندی ''علماء'' اپنے بارے میں یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ وہ اہل سنت ہیں اور حنفیت کے ٹھیکیدار ہیں حالانکہ متعدد دلائل و براہین سے ثابت ہے کہ دیوبندی حضرات نہ تو اہل سنت ہیں اور نہ حنفی ہیں بلکہ انگریزوں کے دور میں پیدا شدہ ایک جدید فرقہ ہیں جسے فرقہ دیوبندیہ کہتے ہیں۔ اس فرقے کی متعدد شاخیں ہیں مثلاً مماتی دیوبندی، حیاتی دیوبندی، غلام خانی دیوبندی، پنج پیری دیوبندی، اشاعتی دیوبندی، تبلیغی دیوبندی، جھنگوی دیوبندی اور فضلی دیوبندی وغیرہ۔

دیوبندیوں کے اہل سنت اور حنفی نہ ہونے کی چند بنیادی وجوہ درج ذیل ہیں:

① اللہ اور رسول کی گستاخیاں
② سلف صالحین کی گستاخیاں
③ شرکیہ اور کفریہ عقائد
④ اکابر پرستی اور اس میں غلو
⑤ کتاب و سنت سے انکار
⑥ علماءِ دیوبند کی اندھی تقلید
⑦ وحدت الوجود کا پرچار
⑧ انگریز دوستی
⑨ ہندو دوستی
⑩ ختم نبوت کا انکار

اب ان وجوہ کا تعارف اور بعض دلائل پیشِ خدمت ہیں:

دیوبندی حضرات اور اللہ و رسول کی گستاخیاں

دیوبندی حضرات اپنی تحریروں میں واضح طور پر اللہ اور رسول کی گستاخیوں کے مرتکب ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے بارے میں دیوبندیوں کی چند گستاخیاں انھیں کی لکھی ہوئی کتابوں سے باحوالہ درج ذیل ہیں:

۱) عاشق الٰہی میرٹھی نے اپنے ''امام ربانی'' رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھا ہے:

''جس زمانہ میں مسئلہ امکان کذب پر آپ کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا ہے سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی قدس سرہ کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ صاحب نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر مُنہ اُوپر اُٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے: لوگو تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔'' (تذکرۃ الرشید ج۲ص۳۲۲)

رشید احمد گنگوہی نے کہا: ''الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگر چہ وقوع اس کا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو۔'' (تالیفاتِ رشیدیہ ص۹۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کا عقیدہ رکھتے تھے۔ امکان کہتے ہیں ممکن ہونا اور کذب جھوٹ کو کہتے ہیں، یعنی دیوبندیوں کے نزدیک اس بات کا امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ معاذ اللہ

☆ تنبیہ: امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کا عقیدہ سراسر کفر اور دربارِ الٰہی کی گستاخی ہے۔

۲) حاجی امداد اللہ (دیوبندیوں کے روحانی بزرگ اور سید الطائفہ) نے لکھا ہے:

''اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہیے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں۔'' (کلیات امدادیہ ص۱۸)

۳) رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

''یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے جھوٹا ہوں، کچھ نہیں ہوں، تیرا ہی ظل ہے، تیرا ہی وجود ہے۔ میں کیا ہوں، کچھ نہیں ہوں، اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے۔ استغفر اللہ.....''

(فضائل صدقات ص ۵۵۶ ومکاتیب رشیدیہ ص ۱۰)

٤) نانوتوی، گنگوہی اور تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ نے لکھا ہے:

''اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں۔''

(کلیات امدادیہ/ ضیاء القلوب ص ۳۵، ۳۶)

☆ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں دیوبندیوں کی گستاخیاں درج ذیل ہیں:

۱: اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔'' (حفظ الایمان ص ۱۳، دوسرا نسخہ ص ۱۱۶ نیز دیکھئے الشہاب الثاقب ص ۹۸)

حسین احمد مدنی دیوبندی نے لکھا ہے: ''لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ ہے'' (الشہاب الثاقب ص ۱۰۳)

معلوم ہوا کہ اشرفعلی تھانوی نے نبی ﷺ کے علم کو پاگلوں اور جانوروں سے تشبیہ دے دی ہے۔!

۲: ایک صحیح حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے، نبی کریم ﷺ کے بارے میں امین اوکاڑوی دیوبندی لکھتا ہے:

''لیکن آپؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔''

(غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳ مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۵۰ حوالہ نمبر ۱۹۸ و تجلیات صفدر ج ۵ ص ۴۸۸)

یاد رہے کہ یہ طویل عبارت کاتب کی غلطی نہیں ہے اور ماسٹر امین کے دستخطوں والی

کتاب تجلیات صفدر میں اس کے مرنے کے بعد بھی شائع ہوئی ہے۔

۳: دیوبندی تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس نے اپنے خط میں لکھا ہے:

''اگر اور حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے ہیں تو چاہے انبیا بھی کتنی کوشش کرلیں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہوسکے۔'' (مکاتیب شاہ محمد الیاس ص ۱۰۶، ۱۰۷ دوسرا نسخہ ص ۱۰۷)

۴: نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ سری نماز (یعنی ظہر وعصر) میں بعض اوقات ایک دو آیتیں جہراً پڑھ دیتے تھے۔

دیکھئے صحیح البخاری (ح ۷۵۹، ۷۶۲، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۷۹) وصحیح مسلم (ح ۴۵۱)

چونکہ یہ حدیث دیوبندی مذہب کے خلاف ہے لہٰذا اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اشرفعلی تھانوی نے کہا:

''اور میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ آپ پر ذوق وشوق کی حالت غالب ہوتی تھی جس میں یہ جہر واقع ہوجاتا تھا اور جب کہ آدمی پر غلبہ ہوتا ہے تو پھر اس کو خبر نہیں رہتی کہ کیا کررہا ہے۔'' (تقریر ترمذی از تھانوی ص ۷۱)

سلف صالحین کی گستاخیاں

۱: مشہور جلیل القدر صحابی سیدنا عبادہ بن الصامت البدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں حسین احمد مدنی ٹانڈوی گاندھوی کہتے ہیں: ''اس کو عبادہ بن الصامت معنعناً ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ معتبر نہیں۔'' (توضیح الترمذی ج ۱ ص ۴۳۶، نیز دیکھئے ص ۴۳۷)

۲: زکریا کاندھلوی تبلیغی دیوبندی نے کہا:

''ان محدثین کا ظلم سنو!'' (تقریر بخاری جلد سوم ص ۱۰۴)

۳: مصنف ابن ابی شیبہ (۱/ ۳۵۱ ح ۳۵۲۴) کی ایک (ضعیف سند والی) روایت کا ترجمہ کرتے ہوئے محمد امین اوکاڑوی لکھتا ہے: ''اگر تو آج اس طرح ٹخنے ملائے تو دیکھے گا کہ یہ

لوگ (صحابہ وتابعین) بدکے ہوئے خچروں کہ طرح بھاگیں گے۔''

(حاشیہ امین اوکاڑوی علی تفہیم البخاری ج اص ۳۷۰، حاشیہ نمبر۲)

بریکٹ والے الفاظ اوکاڑوی ہی کے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بدکے ہوئے خچروں سے تشبیہ دینا اوکاڑوی دیوبندی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ضعیف حدیث میں بدکے ہوئے خچر اُن مجہول ومنکرین حدیث قسم کے لوگوں کو کہا گیا ہے جو قطعاً اور یقیناً صحابہ کرام ہرگز نہیں تھے، صحابۂ کرام تو قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملاتے تھے۔ دیکھئے صحیح بخاری (کتاب الاذان باب الزاق المنکب بالمنکب ...ح ۷۲۵)

۴: رفع یدین کی مخالفت کرتے ہوئے قاری چن محمد دیوبندی غلام خانی نے کہا:

''ابن عمر بچے تھے وائل بن حجر مسافر تھے غیر مقلدین یا تو مسافروں کی یا بچوں کی روایت پیش کرتے ہیں۔'' (ماہنامہ الدین، کامرہ کینٹ ج ا شمارہ: ۲، اکتوبر ۲۰۰۰ء ص ۲۷)

ان دونوں جلیل القدر صحابیوں کا ایسی حقارت سے ذکر کرنا دیوبندیوں کا ہی کام ہے۔

شرکیہ اور کفریہ عقائد

ا: حاجی امداد اللہ نے اپنے پیر نور محمد جھنجھانوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''آسرا دنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا''

(شمائم امدادیہ ص ۸۳، ۸۴ و امداد المشتاق ص ۱۱۶ فقرہ: ۲۸۸، دوسرا نسخہ ص ۱۲۱، ۱۲۲)

۲: اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''میں (راوی ملفوظات) حضرت کی خدمت میں غذائے روح کا وہ سبق جو حضرت

شاہ نور محمد صاحب کی شان میں ہے، سنا رہا تھا۔ جب اثر مزار شریف کا بیان آیا آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ پائیں قبر سے ملا کرتا ہے (حاشیہ) قولہ: وظیفہ مقررہ، اقول: یہ منجملہ کرامات کے ہے ۱۲۔ ''

(امداد المشتاق ص ۱۱۷ فقرہ: ۲۹۰، دوسرا نسخہ ص ۱۲۳)

۳: حاجی امداد اللہ نے سیدنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں لکھا ہے:

''یارسول کبریا فریاد ہے یا محمدؐ مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے''

(کلیات امدادیہ ص ۹۰، ۹۱)

۴: اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''دستگیری کیجئے میرے نبی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف
اے مرے مولا خبر لیجئے مری ''

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۱۹۴)

اکابر پرستی اور اس میں غلو

۱) محمد الیاس دیوبندی تبلیغی کی نانی کے بارے میں دیوبندی حضرات نے لکھا ہے کہ

''جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں کہ جن میں آپ کا پاخانہ لگ گیا تھا عجیب وغریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔''

(تذکرہ مشائخ دیوبند، حاشیہ ص ۹۶ تصنیف: عزیز الرحمٰن)

اسی پاخانے کے بارے میں عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے:

''پوتڑے نکالے گئے جو نیچے رکھ دیئے جاتے تھے تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو اور ایسی نرالی مہک پھوٹتی تھی کہ ایک دوسرے کو سنگھاتا اور ہر مرد اور عورت تعجب کرتا تھا چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ دیا گیا۔'' (تذکرۃ الخلیل ص ۹۶، ۹۷)

۲) زکریا کاندھلوی تبلیغی دیوبندی نے کہا ہے:

''لیکن مجھ جیسے کم علم کے لئے تو سب اہل حق معتمد علماء کا قول حجت ہے۔''

(کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص ۱۳۴)

۳) اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

''اور دلیل نہی ہم مقلدوں کے لئے فقہاء کا فتویٰ ہے اور فقہاء کی دلیل تفتیش کرنے کا ہم کو حق حاصل نہیں۔'' (امداد الفتاوی ج ۵ ص ۳۱۳، ۳۱۴)

٤) محمد عثمان نامی کوئی آدمی گزرا ہے، اس کے بارے میں عبدالحمید سواتی دیوبندی نے کسی کتاب فوائد عثمانی سے نقل کیا ہے:

''حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیاء سند الاتقیاء زبدۃ الفقہاء راس الفقہاء رئیس الفضلاء شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقۃ فرید العصر وحید الزماں حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' (فیوضات حسینی/تحفہ ابراہمیہ ص ٦٨)

کتاب وسنت سے انکار

۱) رشید احمد لدھیانوی دیو بندی نے لکھا ہے:

''معہذا ہمارا فتویٰ اور عمل قول امام رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا۔ اس لئے کہ ہم امام رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔'' (ارشاد القاری ص ۴۱۲)

۲) محمود حسن دیو بندی نے کہا:

''لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے۔''

(ایضاح الادلہ ص ۲۷۶ طبع قدیم)

۳) انور شاہ کشمیری دیو بندی نے ایک حدیث کو قوی تسلیم کرنے کے بعد، اس کا جواب سوچنے پر دس سال سے زیادہ کا عرصہ لگا دیا۔ (دیکھئے فیض الباری ج ۲ ص ۳۷۵ والعرف الشذی ج ۱ ص ۱۰۷ و معارف السنن ج ۴ ص ۲۶۴ و درس ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴)

۴) محمود حسن دیو بندی نے محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

'' آپ ہم سے وجوبِ تقلید کی دلیل کے طالب ہیں۔ ہم آپ سے وجوب اتباع محمدی ﷺ، وجوب اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہیں۔'' الخ

(تسہیل: ادلہ کاملہ ص ۷۸)

نیچے حاشیے میں سند کا معنیٰ ''دلیل'' لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ بٹالوی صاحب تقلید کا وجوب نہیں مانتے، اس لئے وہ وجوب کی دلیل مانگ رہے تھے۔ دوسری طرف محمود حسن دیو بندی وجوب اتباع محمدی اور وجوب اتباع قرآنی نہیں مانتے، اس لئے وہ وجوب کی دلیل مانگ رہے تھے۔!

علماءِ دیو بند کی اندھی تقلید

۱) ''مفتی'' محمد دیو بندی نے لکھا ہے:

''عوام کے لئے دلائل طلب کرنا جائز نہیں۔ نہ آپس میں مسائل شرعیہ پر بحث کرنا جائز ہے بلکہ کسی مستند مفتی سے مسئلہ معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔''

(اخبار: ضرب مؤمن ج ۳ شمارہ: ۱۵، ۹ تا ۱۵۔ اپریل ۱۹۹۹ ص ۶ آپ کے مسائل کا حل)

اسی محمد دیوبندی نے لکھا ہے:

''عوام کو علماء سے صرف مسئلہ پوچھنا چاہیئے، مقلد کے لئے اپنے امام کا قول ہی سب سے بڑی دلیل ہے۔'' (ضرب مؤمن ایضاص ۶ کالم نمبر ۲)

۲) زاہد الحسینی حیاتی دیوبندی نے کہا:

''حالانکہ ہر مقلد کے لئے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے۔''

(مقدمہ: دفاع امام ابوحنیفہ ص ۲۶)

۳) رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''رجوع الی الحدیث مقلد کا وظیفہ نہیں۔'' (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۵)

۴) اللہ اور رسول کی گستاخیاں کرنے والے اور شرک و بدعت پھیلانے والے دیوبندی علماء کا اگر کفریہ وشرکیہ حوالہ کسی دیوبندی کو دکھایا جائے تو وہ کبھی ان پر کفر وشرک کا فتویٰ نہیں لگاتا اور اگر کسی بریلوی وغیر دیوبندی کا حوالہ دکھایا جائے تو فوراً فتویٰ لگا دیتا ہے۔

وحدت الوجود کا پرچار

۱) حاجی امداد اللہ نے کہا:

''نکتہ شناسا مسئلہ وحدت الوجود حق وصحیح ہے اس مسئلہ میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔'' (شمائم امدادیہ ص ۳۲ وکلیات امدادیہ ص ۲۱۸)

۲) عبدالحمید سواتی دیوبندی نے کہا:

''علماء دیوبند کے اکابر مولانا محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) اور مولانا مدنی (المتوفی ۱۳۷۷ھ) اور دیگر اکابر مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔''

(مقالات سواتی حصہ اول ص ۳۷۵)

۳) ضامن علی جلال آبادی نے ایک زانیہ عورت کو کہا:

''بی تم شرماتی کیوں ہو؟ کرنے والا کون اور کرانے والا کون؟ وہ تو وہی ہے۔''

(تذکرۃ الرشید ج۲ص۲۴۲)

اس گستاخ وحدت الوجودی کے بارے میں رشید احمد گنگوہی نے مسکرا کر کہا:

''ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔'' (ایضاص۲۴۲)

٤) وحدت الوجود کے ایک پیروکار حسین بن منصور الحلاج جسے کفر و زندیقیت کی وجہ سے باجماع علماء قتل کیا گیا تھا۔اس کے بارے میں ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے ایک کتاب لکھی ہے۔''سیرت منصور حلاج''!

تنبیہ اول: وحدت الوجود کا مطلب یہ ہے:

''تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود خیال کرنا۔''

(حسن اللغات فارسی اردو ص۹۴۱، نیز دیکھئے علمی اردو لغت ص۱۵۵۱)

تنبیہ دوم: امداد اللہ کے بارے میں اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

''حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہی عقائد ہیں جو اہل حق کے ہیں۔''

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۷۰) نیز دیکھئے خطبات حکیم الاسلام (ج ۷ ص ۲۰۶)

انگریز دوستی

۱) شاملی کے علاقے میں انگریزوں کی حمایت میں لڑنے والے نانوتوی، گنگوہی اور امداد اللہ وغیرہم کے بارے میں عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے:

''اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے۔'' (تذکرۃ الرشید ج۱ص۷۹)

تذکرۃ الرشید کی عبارت کے سیاق وسباق سے صاف ثابت ہے کہ مہربان سرکار سے

مراد انگریزی سرکار ہے۔

نیز دیکھئے سوانح قاسمی (ج ۲ ص ۲۴۶، ۲۴۷ حاشیہ) انفاس امدادیہ (ص ۱۰۶، ۹۰)

۲) دیو بندیوں کے شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے کہا:

"لڑنے کا کیا فائدہ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں۔"

(حاشیہ سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۰۳، علماء ہند کا شاندار ماضی جلد چہارم ص ۲۸۰ حاشیہ)

۳) ایک دن، ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ، ہندوستان میں انگریزوں کے لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز پامر نے مدرسہ دیو بند کا دورہ کیا اور نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا یہ انگریز لکھتا ہے: "یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے۔"

(کتاب: محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۷، فخر العلماء ص ۶۰)

۴) محمد میاں دیو بندی نے لکھا ہے:

"شاید اس سلسلہ میں سب سے زیادہ گراں قدر فیصلہ وہ فتویٰ ہے جو ۱۸۹۸ء میں مرحوم مولانا رشید احمد گنگوہی نے جاری کیا تھا۔ کیونکہ اس پر دوسرے علماء کے علاوہ مولانا محمود حسن کے بھی دستخط ہیں کہ مسلمان مذہبی طور سے پابند ہیں کہ حکومت برطانیہ کے وفادار رہیں۔ خواہ آخر الذکر سلطان ترکی سے ہی برسر جنگ کیوں نہ ہو۔" (تحریک شیخ الہند ص ۳۰۵)

تنبیہ: محمد میاں دیو بندی نے خیالی گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس فتوے میں جرح اور تشکیک کی کوشش کی ہے جو کہ باطل ہے۔

ہندو دوستی

۱) مدرسہ دیو بند کے قیام میں ہندوؤں نے خوب چندہ دیا تھا۔ چندہ دینے والوں کی فہرست میں منشی رام، رام سہائے، منشی ہردواری لال، لالہ بیجناتھ، پنڈت سری رام، منشی موتی لال، رام لال وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ (دیکھئے سوانح قاسمی ج ۲ ص ۳۱۷، نیز دیکھئے انوار قاسمی ص ۴۱۴)

۲) دیوبندیوں کے مولوی محمد علی (جوہر) نے کہا:

''میں تو جیل میں ہوں۔ البتہ یہ جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد میرے اوپر گاندھی جی کا حکم نافذ ہے۔'' (حسین احمد مدنی از فرید الوحیدی ص ۳۵۰ و تحریک خلافت ص ۸۰)

۳) رشید احمد گنگوہی سے کسی نے پوچھا کہ

''ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاذ یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔''

گنگوہی نے جواب دیا: ''درست ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۶۱ تالیفات رشیدیہ ص ۴۷۱)

٤) دوآبہ ایک گاؤں کے بارے میں عاشق الٰہی نے لکھا ہے:

''اس گاؤں کے باشندوں کو بھی حضرت کے ساتھ اس درجہ انس تھا کہ عام و خاص مرد و زن مسلمان بلکہ ہندو تک گویا آپ کے عاشق تھے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۸)

تنبیہ اول: یہاں ''حضرت'' اور ''آپ'' سے مراد رشید احمد گنگوہی ہیں۔

تنبیہ دوم: دیوبند کی صد سالہ تقریب میں اندرا گاندھی کی تقریر کے لئے دیکھئے روئیداد صد سالہ جشن دیوبند از جانباز مرزا ص ۱

ختم نبوت کا انکار

۱) محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے: ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس ص ۳۴)

۲) قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

''تو یہاں ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے نبوت مکمل ہو گئی، وہی کام دے گی قیامت تک، نہ یہ کہ منقطع ہو گئی اور، دنیا میں اندھیرا اچھل گیا''

(خطبات حکیم الاسلام ج ۱ ص ۳۹)

۳) کسی شخص نے قادیانیوں کو بُرا کہا تو اشرفعلی تھانوی نے کہا:

''یہ زیادتی ہے توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں، اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدہ ختم رسالت میں بات کو بات کی جگہ پر رکھنا چاہیئے۔ جو شخص ایک جرم کا مجرم ہے یہ تو ضرور نہیں کہ دوسرے جرائم کا بھی ہو۔'' (سچی باتیں از عبدالماجد دریا آبادی ص ۲۱۴)

٤) مفتی کفایت اللہ دھلوی دیوبندی ایک مرزائی کے بارے میں لکھا ہے:

''اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔'' (کفایت المفتی ج۱ ص۳۱۳ جواب نمبر ۳۴۹)

قارئین کرام! یہ چند نمونے مشتے از خروارے ہے۔ دیوبندی حضرات اپنے ان گندے اور کتاب وسنت کے خلاف عقائد کی وجہ سے اہل سنت سے بھی خارج ہیں اور حنفیت سے بھی خارج ہیں۔ لہٰذا ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور اگر کوئی شخص پڑھ لے تو اس پر اپنی نماز کا دہرانا (اعادہ) واجب ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۱/ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ)

❀❀❀

آلِ دیوبند اور وحدت الوجود

حافظ نثار احمد الحسینی (دیوبندی) کے نام:

بعد از سلام مسنون عرض ہے کہ آپ کی طرف سے ایک کتاب ''علمائے دیوبند.... پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات'' شائع ہوئی ہے جس میں آپ لوگوں نے میرے ایک مختصر رسالے ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' وغیرہ کا بزعمِ خویش جواب دینے کی کوشش کی ہے.!

عرض ہے کہ آپ اپنے عقیدے وحدت الوجود پر اعتراضات کے جوابات دینے سے عاجز ہیں، جنھیں کتابِ مذکور کے نمبرا میں باحوالہ پیش کیا گیا ہے، کجا یہ کہ پوری کتاب کا جواب آپ کی طرف سے لکھا جائے۔؟!

آپ نے صفحہ نمبرا، پر سات بے دلیل دعوے لکھنے، پھر وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان، حکیم فیض عالم ناصبی، بعض علمائے اہلِ حدیث کے غیر مفتیٰ بہا اقوال، اختر کاشمیری (؟) اور اپنے تقلیدی مولویوں کی عبارات پیش کرنے کے سوا کیا کام کیا ہے؟

راقم الحروف نے نواب صدیق حسن خان، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، مولوی محمد حسین اور (مولانا) ثناء اللہ (امرتسری) وغیرہم کے بارے میں ماسٹر امین اکاڑوی دیوبندی حیاتی کا قول نقل کیا تھا کہ ''لیکن غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں....''

(بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم ص ۳۲ بحوالہ مجموعہ رسائل ج ا ص ۲۲، تحقیق مسئلہ تقلید ص ۶)

امین اوکاڑوی کا قول اس لئے پیش کیا تھا کہ دیوبندیہ حیاتیہ کے نزدیک اُن کا بہت بڑا مقام ہے مثلاً قاضی ارشد الحسینی (اٹک) نے انھیں ''ایک عظیم انسان'' قرار دیا ہے۔

دیکھئے ماہنامہ الخیر ملتان کا اوکاڑوی نمبر (ج ۱۹ شمارہ: ۵ تا ۸) ص ۲۴۳

جن حوالوں اور عبارات کو تمام اہلِ حدیث علماء اور عوام بالاتفاق غلط قرار دے کر

مستر دکر چکے ہیں، اُصولاً آپ انھیں ہمارے خلاف پیش ہی نہیں کر سکتے کیونکہ فریقِ مخالف کے خلاف وہی دلیل پیش کرنا جائز ہے جسے وہ صحیح اور حجت تسلیم کرتا ہے۔ آپ لوگوں کا اہلِ حدیث کے خلاف بالاتفاق غلط حوالے پیش کرنا، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کے پاس اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنے کے لئے کوئی دلیل ہی نہیں ہے ورنہ آپ ایسی حرکتیں نہ کرتے۔ راقم الحروف نے علمائے دیوبند کے چند خطرناک عقائد میں سے پہلا عقیدہ وحدت الوجود بالاختصار پیش کیا تھا جس میں حاجی امداد اللہ ''صاحب فرماتے'' ہیں:

''نکتہ شناسا مسئلہ وحدت الوجود حق وصحیح ہے، اس مسئلہ میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے...''

(بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم ص ۱۴، بحوالہ شمائم امدادیہ ص ۳۲، کلیاتِ امدادیہ ص ۲۱۸)

اس کے بعد لغت کی دو مشہور کتابوں سے وحدت الوجود کا مطلب ومفہوم پیش کیا تھا:

''تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود خیال کرنا۔ اور وجود ماسوی کو محض اعتباری سمجھنا جیسے قطرہ، حباب، موج اور قعر وغیرہ سب کو پانی معلوم کرنا'' (حسن اللغات فارسی اردو ص ۹۴۱)

''صوفیوں کی اصطلاح میں تمام موجودات کو خدا تعالیٰ کا وجود ماننا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا۔'' (علمی اردو لغت، تصنیف وارث سرہندی ص ۱۵۵۱)

اس لغوی مفہوم وتشریح سے معلوم ہوا کہ عقیدۂ وحدۃ الوجود میں خالق ومخلوق میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا بلکہ مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ کا وجود تسلیم کیا جاتا ہے۔

﴿ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴾ [بنی اسرائیل: ۴۳]

حافظ ظہور احمد الحسینی ''صاحب'' نے اس لغوی مطلب ومفہوم کا کوئی جواب نہیں دیا اور محمد تقی عثمانی ''صاحب'' کی عبارت لکھ دی ہے کہ ''صحیح مطلب یہ ہے کہ....'' (علمائے دیوبند پر...ص ۲۵)

تقی ''صاحب'' کا ''صحیح مطلب'' کتبِ لغت کے مطلب، حاجی امداد اللہ صاحب کی تصریحات اور رشید احمد گنگوہی صاحب کی عبارات (وغیرہ) کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب نے خدا کا خلیفہ کہہ کر ایک بندے کے بارے میں لکھا ہے:

''اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے...''

(بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم ص ۱۴، کلیاتِ امدادیہ ص ۳۵، ۳۶)

حاجی امداد اللہ نے مزید کہا: ''اور اس کے بعد اس کو ہُو ہُو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے'' (ایضاً ص ۱۴، بحوالہ کلیاتِ امدادیہ ص ۱۸)

حافظ ظہور احمد صاحب نے یہ دونوں عبارتیں نہ تو نقل کیں اور نہ ان کا کوئی جواب دیا بلکہ یہ لکھ دیا کہ ''چنانچہ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

دیوبندی حضرات اس وحدت الوجود کے قائل ہیں جس میں خالق ومخلوق، عابد ومعبود، اور خداو بندے کے درمیان فرق مٹا دیا جاتا ہے۔ (بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم ص ۱۵)

حالانکہ یہ زبیر علی زئی کا تعصب یا تجاہل عارفانہ ہے کہ ''وحدت الوجود'' میں خالق ومخلوق اور عابد ومعبود میں فرق نہیں رہتا۔'' (علمائے دیوبند پر.....ص ۲۶)

عرض ہے کہ یہ تعصب یا تجاہل عارفانہ نہیں بلکہ ''باطن میں خدا ہو جاتا ہے'' اور ''(اللہ) ہو جائے'' کا یہی مطلب ہے کہ جس کے جواب سے آپ نے چشم پوشی برتی ہے۔

اب ایک اور حوالہ پڑھ لیں:

ایک آدمی نے دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت میں ان کے ایک مضمون کے بارے میں سوال کیا:

''اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد ومعبود میں فرق کرنا شرک ہے۔''

حاجی صاحب نے جواب دیا:

''کوئی شک نہیں ہے کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب میں لکھا ہے'' (شمائم امدادیہ ص ۳۴)

حاجی صاحب تو تسلیم کررہے ہیں کہ عابد ومعبود میں فرق کرنا شرک ہے اور ظہور احمد صاحب اس کا انکار کررہے ہیں۔ سبحان اللہ!

میں نے رشید احمد گنگوہی صاحب کا حوالہ پیش کیا تھا جس میں وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اور وہ جو میں ہوں وہ تُو ہے...''

(بدعتی کے پیچھے نماز... ص ۱۵، بحوالہ مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰، وفضائل صدقات حصہ دوم ص ۵۵۶)

تنبیہ نمبر ا: خط کشیدہ لفظ کمپوزنگ کی غلطی سے کتاب: ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' میں چھپنے سے رہ گیا ہے۔ نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۳ص ۴۴

تنبیہ نمبر ۲: مذکورہ الفاظ ''فضائلِ صدقات'' سے نقل کئے گئے ہیں۔

ظہور احمد صاحب نے اپنے تسلیم شدہ بزرگ گنگوہی صاحب کی عبارت کا تو کوئی جواب نہیں دیا مگر حافظ عبداللہ روپڑی صاحب کی عبارتیں لکھ دی ہیں جن میں وحدت الوجود کی تاویل کی گئی ہے اور ''بندہ خدا ہو جاتا ہے، ذکر کرنے والا خود اللہ ہو جائے اور بندہ کہے: یا اللہ وہ جو میں ہوں وہ تُو ہے'' کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ حافظ روپڑی صاحب تاویل کے ذریعے سے جس وحدت الوجود کو ''مراد ان کی صحیح ہے۔'' قرار دے رہے ہیں وہ وُہ نہیں جو دیوبندیوں کا عقیدہ ہے بلکہ اسی حوالے میں دیوبندیوں کا نام لئے بغیر وحدت الوجود کے غلط عقیدے کے بارے میں حافظ عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''اب رہی ''توحید الٰہی'' سو اس کے متعلق بہت دنیا بہکی ہوئی ہے۔ بعض تو اس کا مطلب ''ہمہ اوست'' سمجھتے ہیں یعنی ہر شئے عین خدا ہے۔'' (فتاویٰ اہلحدیث ج ا ص ۱۵۴)

کیا ظہور احمد صاحب نے یہ عبارت نہیں پڑھی یا تعصب وتجاہلِ عارفانہ سے کام لیا ہے؟ بہکے اور پھسلے ہوئے لوگ صحیح ہوتے ہیں یا غلط؟

جن لوگوں کو حافظ روپڑی صاحب بہکے ہوئے قرار دے رہے ہیں، وہ دیوبندی ہی تو ہیں۔

تنبیہ: وحدت الوجود اور ابن عربی کے بارے میں حافظ عبداللہ روپڑی کی عبارات تین وجہ سے غلط ہیں:

اول: یہ تاویلات ہیں جو کہ دیوبندی علماء کی عبارات اور علمائے حق مثلاً حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ کی تحقیقات کے خلاف ہیں۔

دوم: حافظ روپڑی کی مذکورہ عبارت کے آخر میں اُن کے شاگرد مولانا محمد صدیق سرگودھوی حاشیہ لکھتے ہیں:

''یہ محدث روپڑی کی اپنی رائے ہے....'' (فتاویٰ اہلحدیث ج ا ص ۱۵۵)

سوم: حافظ روپڑی صاحب لکھتے ہیں کہ ''کیونکہ ابن عربی کی کتاب ''عوارف المعارف'' سے ماخوذ ہے....'' (فتاویٰ اہلحدیث ج ا ص ۱۵۵)

حالانکہ عوارف المعارف کا مصنف سہروردی ہے۔ دیکھئے کشف الظنون (ج ۲ ص ۱۱۷۷)

معلوم ہوا کہ حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمہ اللہ ابن عربی کی کتابوں سے صحیح طور پر واقف نہیں تھے لہٰذا اُن کی تاویلات سنی سنائی باتوں پر مشتمل ہیں۔

ظہور احمد صاحب نے حاجی امداداللہ اور گنگوہی صاحبان کی عبارات کا جواب دینے کے بجائے میاں نذیر حسین دہلوی، فضل حسین بہاری، نواب صدیق حسن، حافظ عبداللہ روپڑی، وحیدالزمان حیدرآبادی، ابراہیم سیالکوٹی، فیاض علی اور عبدالسلام مبارکپوری سے ابن عربی کی تعریف میں کچھ عبارات نقل کردی ہیں جو چار وجہ سے مردود ہیں:

اول: یہ علماء ابن عربی سے صحیح طور پر واقف نہیں ہیں۔ دیکھئے الحدیث: ۴۹ ص ۲۴

دوم: یہ علماء ابن عربی کی کتابوں سے صحیح طور پر واقف نہیں ہیں۔

سوم: ان علماء کی تاویلات ان سے بڑے اور جمہور علماء کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ مثلاً امام بلقینی، العزبن عبدالسلام، ابوحیان الاندلسی، ابن کثیر، ابن تیمیہ، ابن حجر العسقلانی اور محدث بقاعی وغیرہم نے ابن عربی پر شدید جرح کر رکھی ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۴۹ ص ۲۱۔۲۳

چہارم: فصوص الحکم اور الفتوحات المکیہ میں ابن عربی کی عبارات سے ان تاویلات کا باطل ہونا صاف ظاہر ہے۔

رشید احمد گنگوہی صاحب نے ''ارشاد فرمایا'':

''ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایکبار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا ''میاں صاحب ہم نے اُس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اُس

نے کہا میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں'' میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا ''بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟'' اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے ''**بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے**'' رنڈی یہ سنکر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ اگرچہ میں روسیاہ و گناہگار ہوں مگر ایسے پیر کے مُنہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔''

میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اُٹھکر چلدی۔'' (تذکرۃ الرشید ج۲ ص ۲۴۲)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک توحید میں غرق میاں صاحب کا یہ عقیدہ تھا کہ زنا کرنے اور کرانے والا تو وہی ہے۔ معاذ اللہ، استغفر اللہ

وحدت الوجود کے گندے عقیدے کی اس عبرت ناک مثال کو میں نے ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' میں مختصراً پیش کیا تھا۔ (ص ۱۵) مگر حافظ ظہور صاحب نے اس کے جواب سے خاموشی برتی لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ میری اس چھوٹی سی کتاب کے صرف ایک باب اور بارہ خطرناک عقائد میں سے صرف ایک عقیدے کے جواب سے بھی عاجز رہے ہیں۔

جواب دینے سے پہلے فریقِ مخالف کی عبارت تو پڑھ لیں ورنہ یہی انجام ہوگا جو ظہور احمد کا ہوا ہے۔ جب تک میری ہر دلیل اور ہر اعتراض کا صریح جواب نہیں آئے گا ''الزامات کے جوابات'' کی حیثیت باطل و مردود ہی رہے گی۔

نثار صاحب! آپ نے عرضِ ناشر میں بے دلیل اور بے حوالہ دعوے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''علمائے دیوبند کی ان خدمات سے سب سے زیادہ ڈر انگریز حکومت کو تھا'' (ص ۱)

آپ کے اس دعوے کی تردید وابطال میں آلِ دیوبند اور انگریز کے سلسلے میں دس حوالے پیشِ خدمت ہیں:

① عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اپنے امام ربانی یعنی رشید احمد گنگوہی صاحب کے بارے

میں لکھتے ہیں: ''ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیبِ روحانی اعلحضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹنے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے طیار ہو گیا....'' (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۷۴، ۷۵)

معلوم ہوا کہ دیوبندی اکابر نے اپنی انگریز سرکار کے مخالف باغیوں سے شاملی میں جنگ لڑی جس میں حافظ ضامن صاحب باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

میرٹھی دیوبندی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے **دلی خیر خواہ** تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۷۹)

انگریز سرکار مسلمانوں کا قتلِ عام کر رہی تھی اور دیوبندی اکابر اسے مہربان سرکار قرار دے کر خیر خواہ ثابت ہو رہے تھے۔ سبحان اللہ!

② ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بارے میں عاشق الٰہی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور **رحمدل گورنمنٹ** کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیونکی سرکوبی شروع کی تو....'' (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۷۶)

انگریزوں کی حکومت (اور انگریز سرکار) کو رحمدل کہنے والے کس منہ سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ان سے، سب سے زیادہ ڈر انگریز حکومت کو تھا۔!

③ دیوبندیوں کے اکابر میں سے ایک مملوک علی صاحب تھے، جن کے بارے میں لطیف اللہ نے لکھا ہے:

''اول یہ کہ مولانا موصوف دہلی کالج میں انگریزی حکومت کے بمشاہرہ سو روپے ماہانہ پر ملازم تھے۔'' (انفاس امدادیہ ص ۱۰۸ حاشیہ نمبر ۱۱)

محمد انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی لکھتے ہیں: ''دہلی کالج کے تمام انگریز پرنسپل ان کی قدر کرتے

اوران پر اعتماد کرتے تھے۔ بلکہ گورنر جنرل نے مولانا مملوک علی کو انعام بھی دیا۔‘‘

(سیرت یعقوب ومملوک ص ۳۴)

کیا خیال ہے ۱۸۲۵ء میں ایک روپے کا کتنا سونا ملتا تھا اور انگریز گورنر جنرل نے کس خوشی میں مملوک علی صاحب کو انعام دیا تھا؟

حفظ الرحمٰن دیوبندی نے اپنی تقریر میں فرمایا:

’’مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔‘‘ (مکالمۃ الصدرین ص ۸)

تبلیغی جماعت کو انگریزی حکومت کی طرف سے کتنا روپیہ ملتا تھا اور کیوں ملتا تھا؟

جواب دیں، خاموش کیوں ہو گئے ہیں؟

⑤ حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے ’’علامہ عثمانی‘‘ دیوبندی صاحب نے فرمایا: ’’دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلّم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ اون کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے...‘‘

(مکالمۃ الصدرین ص ۹)

ممکن ہے کہ پہلے علم نہ ہو لیکن بعد میں انھیں علم ہو گیا کیونکہ تھانوی صاحب خود فرماتے ہیں:

’’تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے۔‘‘ (ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۵۶ ملفوظ نمبر ۱۰۸، دوسرا نسخہ ج ۶ ص ۱۰۳)

⑥ اشرفعلی تھانوی صاحب سے کسی نے پوچھا کہ اگر تمھاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ تھانوی صاحب نے جواب دیا:

’’محکوم بنا کر رکھیں کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم ہی بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی اسکے نہایت راحت اور آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہونچایا

ہے..." (ملفوظات حکیم الامت ج۶ص ۵۵،ملفوظ:۱۰۷، دوسرا نسخہ ج۶ص۱۰۲)

⑦ محمد قاسم نانوتوی صاحب کے بیٹے محمد احمد کے بارے میں دیو بندیوں کی ایک معتبر کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ

"۱۴۴۔ محمد احمد حافظ **شمس العلماء**

(۱) پسر محمد قاسم بانی مدرسہ دیو بند۔ یہ مدرسہ کا مہتمم یا پرنسپل ہے اور **وفادار ہے**۔"

(تحریک شیخ الہند ص۴۴۹)

کیا خیال ہے؟ جس شخص کے بارے میں انگریز حکومت خود اقرار کرے کہ" وفادار ہے" تو وہ کتنا بڑا وفادار ہوگا؟!

⑧ محمد احسن نانوتوی کے بارے میں محمد ایوب قادری دیو بندی لکھتے ہیں:

"۲۲/ مئی کو نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی مسجد نو محلّہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے"

(کتاب:"مولانا محمد احسن نانوتوی" ص۵۰)

ایوب صاحب مزید لکھتے ہیں:"اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگا دی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی کے خلاف ہو گئے۔ اگر کوتوال شہر شیخ بدر الدین کی فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا" (محمد احسن نانوتوی ص۵۱)

⑨ پی سی پگاٹ نامی ایک انگریز لکھتا ہے:

"مجھ کو آج مدرسۂ عربیہ دیو بند کے معائنہ سے غیر معمولی مسرت ہوئی... میں نہایت خوشی سے اپنا نام چندہ دہندگان میں شامل کرتا ہوں۔ پی سی پگاٹ، جنٹ مجسٹریٹ سہارنپور، ۶/ اپریل ۱۸۹۷ء" (مکمل تاریخ دار العلوم دیو بند ج۲ص۳۴۹)

کیا خیال ہے؟ پگاٹ صاحب کتنا چندہ دے گئے تھے اور کس وجہ سے نہایت خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے؟

⑩ ایک انگریز پامر نامی نے کیا کہا تھا؟ اس کا جواب پروفیسر محمد ایوب قادری دیو بندی

سے سنئے، لکھتے ہیں:

''اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی ۳۱/ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں

''جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ **خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار** ہے...'' (محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۷، نیز دیکھئے کتاب: فخر العلماء ص ۶۰)

ثنار صاحب! اس طرح کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً عبیداللہ سندھی (سابق نام: بُوٹا سنگھ) نے اپنے ایک خط میں مدرسۂ دیوبند کے بارے میں فرمایا:

''مالکانِ مدرسہ سرکار کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں'' (دیکھئے تحریک شیخ الہند ص ۳۵۸)

آپ ایسا کریں کہ حافظ ظہور احمد صاحب اور دوسرے لوگوں سے میری چھوٹی سی کتاب ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' کا مکمل اور موضوع کے مطابق جواب لکھوائیں۔ اسی طرح ماہنامہ الحدیث حضرو میں آلِ دیوبند پر جو تحقیقی رد کیا گیا ہے مثلاً ''انوراوکاڑی صاحب کے جواب میں'' اور ماہنامہ الحدیث: ۴۹ میں شائع شدہ تحقیقی مضمون ''وحدت الوجود کیا ہے؟ اور اس کا شرعی حکم'' (ص ۱۲۔۲۶) وغیرہ، ان تحریرات کا بھی مکمل اور بمطابق تحریر جواب لکھیں یا لکھوائیں۔

المہند الدیوبندی جیسی بے ثبوت اور اصل عبارات سے فرار والی تحریرات شائع کر کے اپنی جگ ہنسائی نہ کروائیں۔

تنبیہ: ہم نے وحید الزمان حیدر آبادی، نواب صدیق حسن خان، فیض عالم صدیقی اور بعض علماء وغیرہم کے بارے میں صراحتاً یا اشارتاً اعلان کر رکھا ہے کہ یہ ہمارے اکابر میں سے نہیں ہیں یا ہم ان کی تحریرات سے بری ہیں۔ اگر آپ کے پاس میرے اعلانات نہیں

پہنچے تو اس تحریر کو میرا اعلان سمجھ لیں۔
میرے خلاف آپ درج ذیل دلائل پیش کر سکتے ہیں:

۱: قرآن مجید
۲: صحیح اور حسن لذاتہ مرفوع احادیث
۳: اجماع ثابت

اگر آپ ہمارے علماء کرام کے اجتہادات پیش کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل شرائط کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں:

۱۔ وہ عالم ہمارے نزدیک ثقہ وصدوق عندالجمہو رہو اور صحیح العقیدہ اہلِ حدیث ہو۔
۲۔ اس عالم کا قول قرآن، حدیث اور اجماع کے خلاف نہ ہو کیونکہ ہمارا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ قرآن، حدیث اور اجماع کے خلاف ہر شخص کی بات مردود ہے۔
۳۔ اس عالم کا قول ہمارے نزدیک مفتیٰ بہ ہو۔
۴۔ ہم اسے اپنے اکابر میں تسلیم کرتے ہوں۔

دوبارہ عرض ہے کہ ہم کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہر عالم کا قول مردود سمجھتے ہیں۔

آپ لوگوں کے خلاف ہم وہی عبارات اور حوالے پیش کرتے ہیں جنھیں آپ صحیح اور حجت تسلیم کرتے ہیں۔ اگر آپ ان عبارات کا صاف طور پر علانیہ انکار کر دیں اور عبارات لکھنے یا کہنے والوں کو اپنے اکابر کی فہرست سے باہر نکال دیں تو ہم آپ کے خلاف یہ عبارات اور حوالے ہرگز نہیں پیش کریں گے۔ کیا خیال ہے؟ اگر حیاتی دیوبندیوں کے خلاف مماتی دیوبندیوں، احمد سعیدی دیوبندیوں اور پنج پیری دیوبندیوں کے حوالے پیش کرنے شروع کر دیئے جائیں تو کیا آپ ان حوالوں کو تسلیم کریں گے؟ اگر نہیں تو پھر ہمارے خلاف بھی آپ کو ایسے حوالے پیش کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں جنھیں ہم تسلیم کرنے سے علانیہ انکار یا اعلان براءت کرتے ہیں۔ **وما علینا إلا البلاغ**

(۲۶/ رمضان ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۷/ستمبر ۲۰۰۸ء)

وحدت الوجود کیا ہے؟ اور اس کا شرعی حکم

سوال: میں آپ کے مؤقر اسلامی جریدے ماہنامہ ''الحدیث'' کا مستقل قاری ہوں۔ آپ جس محنت اور عرق ریزی سے مسائل کی تحقیق و تنقیح فرماتے ہیں، اس سے دل کو اطمینان و سرور حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زورِ قلم کو اور بھی بڑھا دے۔

دو سوالات پوچھنا چاہتا ہوں، اُمید ہے کہ آپ ان کی تحقیق و تخریج اور تنقیح فرمائیں گے۔

(پہلا سوال یہ ہے کہ) فلسفۂ وحدت الوجود کیا ہے؟ اس کی مکمل تفصیل اور تنقیح فرمائیں۔

والسلام: آپ کا دینی بھائی (محمد شیر وزیر۔ پی سی ایس آئی آر لیبارٹریز، پشاور)

[تنبیہ: دوسرا سوال آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ]

الجواب: اردو لغت کی ایک مشہور کتاب میں وحدت الوجود کا مطلب اِن الفاظ میں لکھا ہوا ہے:

''**تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود خیال کرنا۔ اور وجود ماسویٰ کو محض اعتباری سمجھنا جیسے قطرہ، حباب، موج اور قعر وغیرہ سب کو پانی معلوم کرنا**'' (حسن اللغات فارسی اردو ص ۹۴۱)

وارث سرہندی کہتے ہیں: ''**صوفیوں کی اصطلاح میں تمام موجودات کو خدا تعالیٰ کا وجود ماننا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا۔**'' (علمی اردو لغت ص ۱۵۵۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**وأما الإتحاد المطلق الذي هو قول أهل وحدة الوجود الذين يزعمون أن وجود المخلوق هو عين وجود الخالق**''

اور اتحاد مطلق اسے کہتے ہیں جو وحدت الوجود والوں کا قول ہے: جو سمجھتے ہیں کہ مخلوق کا وجود عین خالق کا وجود ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۰ ص ۵۹)

حافظ ابن تیمیہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''**فإن صاحب هذا الكتاب المذكور**

الذي هو (فصوص الحكم) و أمثاله مثل صاحبه القونوي و التلمساني و ابن سبعين و الششتري و ابن الفارض و أتباعهم ، مذهبهم الذي هم عليه أن الوجود واحد و يسمون أهل وحدة الوجود ويدعون التحقيق و العرفان وهم يجعلون وجود الخالق عين وجود المخلوقات ''

کتابِ مذکور جو فصوص الحکم ہے، کا مصنف اور اس جیسے دوسرے مثلاً قونوی، تلمسانی، ابن سبعین، ششتری، ابن فارض اور ان کے پیروکار، ان کا مذہب یہ ہے کہ وجود ایک ہے۔ انھیں وحدت الوجود والے کہا جاتا ہے اور وہ تحقیق و عرفان کا دعویٰ رکھتے ہیں اور یہ لوگ خالق کے وجود کو مخلوقات کے وجود کا عین قرار دیتے ہیں۔ (مجموع فتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: ''المراد بتوحيد اللّٰه تعالىٰ الشهادة بأنه إلٰه واحد وهذا الذي يسميه بعض غلاة الصوفية توحيد العامة، وقد ادعى طائفتان في تفسير التوحيد أمرين اخترعوهما أحدهما :تفسير المعتزلة كما تقدم ، ثانيهما :غلاة الصوفية فإن أكابرهم لما تكلموا في مسئلة المحو و الفناء و كان مراد هم بذلك المبالغة فى الرضا و التسليم وتفويض الأمر ، بالغ بعضهم حتى ضاهى المرجئة في نفي نسبة الفعل إلى العبد ، وجرّ ذلك بعضهم إلىٰ معذرة العصاة ثم غلابعضهم فعذرا لكفار ثم غلابعضهم فزعم أن المراد بالتوحيد اعتقاد وحدة الوجود ...''

اللہ تعالیٰ کی توحید سے مراد اس کی گواہی دینا ہے کہ وہی ایک الٰہ ہے اور اسے بعض غالی صوفی: عوام کی توحید کہتے ہیں۔ دو گروہوں نے توحید کی تشریح میں دو باتیں گھڑی ہیں: ایک معتزلہ کی تفسیر جیسا کہ گزر چکا ہے۔ دوسرے غالی صوفی جن کے اکابر نے جب محو وفناء کے مسئلے میں کلام کیا اور ان کی اس سے مراد تسلیم و رضا اور معاملات کو اللہ کے سپرد کرنے میں مبالغہ تھا، ان میں سے بعض نے مبالغہ کر کے بندے سے نسبتِ فعل کی نفی کر کے مرجئہ سے برابری کی اور اس بات نے بعض کو گناہ گاروں کے معذور ہونے پر آمادہ کر لیا پھر بعض نے

غلو کر کے کفار کو بھی معذور قرار دیا پھر بعض نے غلو کر کے یہ دعویٰ کیا کہ توحید سے مراد وحدت الوجود کا عقیدہ ہے..... (فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۴۸ کتاب التوحید باب:۱)

معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے بے حد غالی صوفی ہیں۔

ایک پیر نے اپنے مرید سے کہا: ''**اعتقد أن جميع الأشياء باعتبار باطنها متحد مع اللّٰه تعالىٰ و باعتبار ظاهرها مغايرله وسواه**''

یہ عقیدہ رکھو کہ تمام چیزیں باطنی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور ظاہری لحاظ سے اس کے علاوہ اور اس کا مغائر (غیر) ہیں۔

اس کے بارے میں ملا علی قاری حنفی نے کہا: ''**هذا كلام ظاهر الفساد مائل إلى وحدة الوجود أو الإتحاد كما هو مذهب أهل الإلحاد**''

اس کلام کا فاسد ہونا ظاہر ہے، یہ وحدت الوجود یا اتحاد کی طرف مائل ہے جیسا کہ ملحدین کا مذہب ہے۔ (الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود لملا علی قاری ص ۱۳، مطبوعہ دار المامون للتراث دمشق، الشام)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے وحدت الوجود کے رد پر ایک رسالہ ''**اِبطال وحدة الوجود والرد على القائلين بها**'' لکھا ہے جو کویت سے تقریباً ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) صفحات پر مشتمل مع فہرست و تحقیق چھپا ہے۔

ابن عربی (الحلولی) کی طرف منسوب کتاب فصوص الحکم میں لکھا ہوا ہے:

''**فأنت عبد وأنت رب　　لمن له فيه أنت عبد**''

[بس تو بندہ ہے اور تُو رب ہے۔ ''کس کا بندہ! اس کا بندہ جس میں تو فنا ہو گیا ہے۔'']

(فصوص الحکم اردو ص ۱۵۷ فص حکمت علیۃ فی کلمۃ اسماعیلیۃ، مترجم عبدالقدیر صدیقی، دوسرا نسخہ ص ۷۷ مع شرح الجامی ص ۲۰۲، تنبیہ الغبی الی تکفیر ابن عربی للامام العلامۃ المحدّث برہان الدین البقاعی رحمہ اللہ ص ۱۷)

کتبِ لغت اور علماء کے ان چند حوالوں سے معلوم ہوا کہ ابن عربی (اور حسین بن منصور الحلاج) کے مقلدین کے عقیدے وحدت الوجود سے خالق اور مخلوق کا ایک ہونا، حلولیت اور اتحاد ظاہر ہے یعنی ان لوگوں کے نزدیک بندہ خدا اور خدا بندہ ہے۔ اب آپ کے سامنے

وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں کی دس عبارتیں پیشِ خدمت ہیں جن سے درج بالا نتیجے کی تصدیق ہوتی ہے:

① تھانہ بھون کے حاجی امداد اللہ ولد حافظ محمد امین ولد شیخ بڈھا تھانوی عرف مہاجر مکی لکھتے ہیں:

''اور اس کے بعد اس کو ہُو ہُو کے ذکر میں اسقدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔'' (کلیاتِ امدادیہ ص ۱۸، ضیاء القلوب)

تنبیہ: بریکٹ میں اللہ کا لفظ اسی طرح کلیاتِ امدادیہ میں لکھا ہوا ہے۔!

② حاجی امداد اللہ صاحب ایک آیت: ﴿وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ (الذاریات: ۲۱) کا غلط ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔'' (کلیات امدادیہ ص ۳۱، ضیاء القلوب)

تنبیہ: آیتِ مذکورہ کا ترجمہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ الدہلوی لکھتے ہیں:

''و در ذاتِ شما نشانہا ست آیا نمی نگرید'' (ترجمہ شاہ ولی اللہ ص ۶۱۲)

یعنی اور تمھاری ذات میں نشانیاں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے؟

شاہ ولی اللہ کے ترجمے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس آیت سے پہلی آیت میں آیات یعنی نشانیوں کا لفظ آیا ہے۔

③ حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں'' (کلیاتِ امدادیہ ص ۳۵، ۳۶، ضیاء القلوب)

④ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں:

''ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ

حافظ لطافت علی عرف حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے حضرت نے فرمایا ''پکا کافر تھا'' اور اسکے بعد مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ''ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔''

(تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۲۴۲)

عبارتِ مذکورہ میں حضرت سے مراد رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد سے مراد بذل المجہود، براہینِ قاطعہ اور المہند کے مصنف خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری ہیں۔

ضامن علی جلال آبادی کون تھے اور کس توحید میں غرق تھے؟ اس کے بارے میں گنگوہی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

''ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایکبار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا ''میاں صاحب ہم نے اُس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اُس نے کہا میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں'' میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا ''بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟'' اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے ''بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے'' رنڈی یہ سُنکر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولاقوۃ اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے مُنہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔'' میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اُٹھکر چلدی۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۴۲)

اس طویل عبارت اور قصے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک توحید میں غرق پیر کا یہ عقیدہ تھا کہ زنا کرنے والا اور کرانے والا وہی یعنی خدا ہے۔ **معاذ اللہ ثم معاذ اللہ**

اللہ کی قسم! وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے وجودیوں کی ایسی عبارات نقل کرنے سے دل

ڈرتا اور قلم کانپتا ہے لیکن صرف احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے پیشِ نظر یہ حوالے پیش کئے جاتے ہیں اور صرف عام مسلمانوں کو ان کا اصلی چہرہ اور باطنی عقیدہ دکھانا مقصود ہے۔

⑤ ضامن علی جلال آبادی کو توحید میں غرق سمجھنے والے رشید احمد گنگوہی نے اپنے پیر حاجی امداد اللہ کو ایک خط لکھا تھا جس کے آخر میں وہ لکھتے ہیں:

''یا اللہ مُعاف فرمانا کہ حضرت کے اِرشاد سے تحریر ہوا ہے۔ جھوٹا ہوں، کچھ نہیں ہوں۔ تیرا ہی ظل ہے۔ تیرا ہی وجود ہے مَیں کیا ہوں، کچھ نہیں ہوں۔ اور وہ جو مَیں ہوں وہ تو ہے اور مَیں اور تُو خود شرک در شرک ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ...'' !

(فضائل صدقات از زکریا کاندھلوی دیوبندی حصہ دوم ص ۵۵۶ واللفظ لہ، مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰)

مَیں (گنگوہی) اور تُو (خدا) کا ایک ہونا وہ عقیدہ ہے جو وحدت الوجود کے پیروکار اور ابنِ عربی وغیرہ کے مقلدین کئی سو سالوں سے مسلسل پیش کر رہے ہیں۔

⑥ خواجہ غلام فرید، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رد کرنے، عقیدۂ استوی علی العرش کو غلط اور عقیدۂ وحدت الوجود کو حق قرار دینے کے بعد کہتے ہیں:

''وحدت الوجود کو حق تسلیم کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا کے سوا کسی اور کا کوئی وجود ہی نہیں بلکہ سب خدا کا وجود ہے تو پھر بت پرستی کیوں ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے۔ بت خدا نہیں بلکہ خدا سے جدا نہیں ہے مثال کے طور پر زید کا ہاتھ زید نہیں ہے لیکن زید سے جدا نہیں ہے۔.'' (مقابیس المجالس عرف اشاراتِ فریدی ص ۲۱۸)

⑦ خواجہ محمد یار فریدی کہتے ہیں:

''گر محمدؐ نے محمد کو خدا مان لیا پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں''

(دیوان محمدی ص ۱۵۶)

یہ وحدت الوجود ہی کا عقیدہ ہے جس کی وجہ سے محمد یار صاحب نے محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا مان لیا ہے۔ سبحانہ و تعالیٰ عما یقولون علوًا کبیرًا.

⑧ محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ کہتے ہیں:

''حرمین میں بعض امور عجیب و پسندیدہ ہیں (ا) وحدۃ الوجود لوگوں میں بہت مُرتکز ہے میں مدینہ میں مسجد قبا کی زیارت کو گیا ایک آدمی کو دیکھا کہ اندر مسجد کے جاروب کشی میں مشغول ہے جب زیارت سے فارغ ہو کر میں باہر آیا اور جوتے پہننے کا قصد کیا تو سنا کہ کہتا ہے۔ یا اللہ یا موجود اور دوسرا جو بیرون مسجد تھا کہتا تھا بل فی کل الوجود اس کو سن کر مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی بعدہٗ لڑکوں کو شغدف میں دیکھا کہ کھیل رہے ہیں اور ایک لڑکا کہہ رہا ہے **یَا اَللّٰه لَيْسَ غَيْرُوكَ** اس سے میں نہایت بے تاب ہوا اور کہا کہ کیوں ذبح کرتے ہو...''

(شمائم امدادیہ ص ۷۱، ۷۲، امداد المشتاق ص ۹۵ فقرہ: ۱۹۱)

ہر وجود میں اللہ کو موجود سمجھنا وحدت الوجود کا بنیادی عقیدہ ہے۔

⑨ حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی کہتے ہیں:

''ایک موحد سے لوگوں نے کہا کہ اگر حلوا و غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گُوہ کو کھا لیا۔ پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا اس کو حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے'' (شمائم امدادیہ ص ۷۵، امداد المشتاق ص ۱۰۱، فقرہ: ۲۲۴، واللفظ لہ)

شمائم کے مطبوعہ نسخے میں غلیظ کے بجائے غلیط لکھا ہوا ہے جس کی اصلاح امداد المشتاق سے کر دی گئی ہے۔ گُوہ پاخانے کو کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وجودیوں کے نزدیک پاک و ناپاک سب ایک ہے۔

⑩ ایک سوال کو نقل کرتے ہوئے حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں: ''سوالؔ دوم ....اور دوسری جگہ ضیاء القلوب ہی میں ہے تاوقتیکہ ظاہر و مظہر میں فرق پیش نظر سالک ہے بُوئے شرک باقی ہے اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔

جوابؔ دوم کوئی شک نہیں ہے کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب میں لکھا ہے اگر کہیں کہ جو کچھ کہا نہیں جاتا ہے کیوں لکھا گیا جواب یہ ہے کہ اکابر دین اپنے مکشوفات کو تمثیلات محسوسات سے تعبیر کرتے ہیں تا کہ طالب صادق کو سمجھا دیں نہ یہ کہ کَاَنَّہٗ ، ھُوَ کہہ دیتے ہیں....''

(شمائم امدادیہ ص ۳۴، ۳۵)

خلاصہ یہ کہ عابد و معبود کو ایک سمجھنا، اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستوی نہ ماننا بلکہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ ہر وجود میں موجود ماننا اور حلولیت کا عقیدہ رکھنا مختصر الفاظ میں وحدت الوجود کہلاتا ہے۔
یہی وہ عقیدہ ہے جسے حسین بن منصور الحلاج مقتول اور ابنِ عربی صُوفی نے علانیہ پیش کیا۔
التنبیہ علی مشکلات الهدایہ کے مصنف علی بن ابی العز الحنفی (متوفی ۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

”وهذا القول قد أفضى بقوم إلى القول بالحلول والإ تحاد وهو أقبح من كفر النصارى فإن النصارى خصوه بالمسيح وهؤلاء عموا جميع المخلوقات ومن فروع هذا التوحيد :أن فرعون و قومه كاملوا الإيمان عارفون بالله على الحقيقة ومن فروعه :أن عباد الأصنام على الحق والصواب وأنهم إنما عبدوا الله لا غيره“

اور یہ قول ایک قوم کو حلول و اتحاد کی طرف لے گیا ہے اور یہ نصرانیوں (عیسائیوں) کے کفر سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ نصرانیوں نے تو اسے مسیح کے ساتھ خاص مانا اور انھوں نے تمام مخلوقات کے بارے میں عام کر دیا۔ اس (وجودی) توحید کی فروع میں سے ہے کہ فرعون اور اس کی قوم مکمل ایمان والے تھے، حقیقت پر اللہ کو پہچاننے والے تھے۔ اس کی فروع میں سے یہ بھی ہے کہ بتوں کی عبادت کرنے والے حق پر اور صحیح ہیں، انھوں نے اللہ ہی کی عبادت کی ہے، کسی دوسرے کی نہیں۔ (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۷۸، ۷۹)

وحدت الوجود کا رد: درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ وحدت الوجود کا عقیدہ سراسر گمراہی اور کفریہ عقیدہ ہے جس کا رد شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر العسقلانی، قاضی ابن ابی العز الحنفی اور ملا علی قاری حنفی وغیرہم نے شد و مد سے کیا ہے۔ ملا علی قاری وحدت الوجود کے رد میں اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں:

”فإن كنت مؤمنًا و مسلمًا حقًا و مسلمًا صدقًا فلا تشك في كفر جماعة ابن عربي ولا تتوقف في ضلالة هذا القوم الغوي والجمع الغبي فإن قلتَ : هل يجوز السلام عليهم ابتداء ؟ قلتُ :لا ولا رد السلام عليهم بل لا يقال

لهم :عليكم ، أيضًا فإنهم شر من اليهود والنصارى وإن حكمهم حكم المرتدين... ويجب إحراق كتبهم المؤلفة و يتعين علىٰ كل أحد أن يبين فسادشقاقهم وكساد نفاقهم فإن سكوت العلماء واختلاف (بعض) الآراء صار سبباً لهٰذا الفتنة وسائر أنواع البلاء ... ''

پھر اگر تم سچے مسلمان اور پکے مومن ہو تو ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک نہ کرو اور اس گمراہ قوم اور بے وقوف اکٹھ کی گمراہی میں توقف نہ کرو، پھر اگر تم پوچھو: کیا انھیں سلام کہنے میں ابتدا کی جاسکتی ہے؟ میں کہتا ہوں: نہیں اور نہ ان کے سلام کا جواب دیا جائے بلکہ انھیں وعلیکم کا لفظ بھی نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ یہودیوں اور نصرانیوں سے زیادہ بُرے ہیں اور ان کا حکم مرتدین کا حکم ہے...ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو جلانا واجب ہے اور ہر آدمی کو چاہئے کہ ان کی فرقہ پرستی اور نفاق کو لوگوں کے سامنے بیان کر دے کیونکہ علماء کا سکوت اور بعض راویوں کا اختلاف اس فتنے اور تمام مصیبتوں کا سبب بنا ہے....

(الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود ص ۱۵۵،۱۵۶)

محدثین کرام و علمائے عظام کے ان صریح فتووں کے ساتھ عرض ہے کہ اپنے اسلاف سے بے خبر بعض دیوبندی ''علماء'' نے بھی وحدت الوجود کا زبردست رد کیا ہے مثلاً:

① حکیم میاں عبدالقادر فاضل دیوبند لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود خود کو خدائی مسند پر جلوہ افروز ہونے والوں کا باطل عقیدہ و عمل ہے''

(تنزیہِ الٰہ ص ۱۸۵، مطبوعہ بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور، ملنے کا پتہ: کتب خانہ شان اسلام راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور)

② خان محمد شیرانی پنچپیری دیوبندی (ژوب بلوچستان) نے وحدت الوجود کے رد میں ''کشف الجحود عن عقیدۃ وحدۃ الوجود'' نامی کتاب لکھی ہے جس کے ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے کہ ''اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کا وحدۃ الوجود اور حلولی کا عقیدہ ہوتا ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔''

ابن عربی صوفی کا رد: آخر میں وحدت الوجود کے بڑے داعی اور مشہور حلولی صوفی ابن عربی کا مختصر و جامع رد پیشِ خدمت ہے:

① حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ امام (شیخ الاسلام) سراج الدین البلقینی سے ابن عربی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فوراً جواب دیا کہ وہ کافر ہے۔

(لسان المیزان ج ۴ ص ۳۱۹، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۲۱۳، تنبیہ الغبی إلیٰ تکفیر ابن عربی للمحدث البقاعی رحمہ اللہ ص ۱۵۹)

ابن عربی کے بارے میں حافظ ابن حجر کا ایک گمراہ شخص سے مباہلہ بھی ہوا تھا جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ

② حافظ ابن دقیق العید نے ابو محمد عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) سے ابن عربی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

''شیخ سوء کذاب مقبوح، یقول بقدم العالم و لا یری تحریم فرج'' إلخ

گندا، کذاب (اور) حق سے دُور شخص (تھا) وہ عالَم کے قدیم ہونے کا قائل تھا اور کسی شرمگاہ کو حرام نہیں سمجھتا تھا۔ الخ (الوافی بالوفیات ج ۴ ص ۱۲۵، وسندہ صحیح، تنبیہ الغبی ص ۱۳۸)

ابن عبدالسلام کا یہ قول درج ذیل کتابوں میں بھی دوسری سندوں کے ساتھ مذکور ہے:

(تنبیہ الغبی ص ۱۳۹، وسندہ حسن) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (ج ۲ ص ۲۴۴ وسندہ حسن) میزان الاعتدال (۶۵۹/۳) لسان المیزان (۳۱۱/۵، ۳۱۲، دوسرا نسخہ ۳۹۸/۶)

تنبیہ: الوافی بالوفیات میں کاتب کی غلطی سے ''أبی بکر بن العربی'' چھپ گیا ہے جبکہ صحیح لفظ ابی بکر کے بغیر ''ابن عربی'' ہے۔

③ ثقہ اور جلیل القدر امام ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۵ھ) نے فرمایا: ''ومن ذهب من ملاحدتهم إلى القول بالإتحاد والوحدة كالحلاج والشوذي وابن أحلى وابن العربي المقيم كان بدمشق وابن الفارض وأتباع هؤلاء كابن سبعين والتستري تلميذه وابن مطرف المقيم بمرسية والصفار المقتول بغرناطة وابن اللباج وأبوالحسن المقيم كان بلورقة

ومن رأيناهُ يُرمى بهذا المذهب الملعون العفيف التلمساني ... ''إلخ

اوران کے ملحدین میں سے جو اتحاد اور وحدت (یعنی وحدت الوجود) کا قائل ہے جیسے (حسین بن منصور) الحلاج، شوذی، ابن اَحلی، ابن عربی جو دمشق میں مقیم تھا، ابن فارض اور ان کے پیروکار جیسے ابن سبعین اور اس کا شاگرد تستری، مرسیہ میں رہنے والا ابن مطرف اور غرناطہ میں قتل ہونے والا الصفار، ابن اللباج اور لورقہ میں رہنے والا ابوالحسن اور ہم نے جنھیں اس ملعون مذہب کی تہمت کے ساتھ دیکھا ہے جیسے عفیف تلمسانی...الخ

(تفسیر البحر المحیط ج ۳ ص ۴۶۴، ۴۶۵، سورۃ المائدہ: ۱۷)

④ تفسیر ابن کثیر کے مصنف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وله كتابه المسمى بفصوص الحكم فيه أشياء كثيرة ظاهرها كفر صريح''

اور اس کی کتاب جس کا نام فصوص الحکم ہے، اس میں بہت سی چیزیں ہیں جن کا ظاہر کفرِ صریح ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۱۶۷، وفیات ۶۳۸ھ)

⑤ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **''ولم يمدح الحيرة أحدمن أهل العلم والإيمان ولكن مدحها طائفة من الملاحدة كصاحب الفصوص ابن عربي وأمثاله من الملاحدة الذين هم حيارى... ''**

اہلِ علم اور اہلِ ایمان میں سے کسی نے بھی حیرت کی تعریف نہیں کی لیکن ملحدین کے ایک گروہ نے اس کی تعریف کی ہے جیسے فصوص الحکم والا ابن عربی اور اس جیسے دوسرے ملحدین جو حیران و پریشان ہیں... (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۱ ص ۳۸۵)

حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم دونوں کے بارے میں ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

''ومن طالع شرح منازل السائرين تبين له أنهما كانا من أكابر أهل السنة والجماعة ومن أولياء هذه الأمة '' اور جس نے منازل السائرین کی شرح کا مطالعہ کیا ہے تو اس پر واضح ہوا کہ وہ (ابن تیمیہ اور ابن القیم) دونوں اہل سنت والجماعۃ کے اکابر اور اس امت کے اولیاء میں سے تھے۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ۱ ص ۲۰۷)

⑥ محدث بقاعی لکھتے ہیں کہ ہمارے استاذ حافظ ابن حجر العسقلانی کا ابن الامین نامی ایک شخص سے ابن عربی کے بارے میں مباہلہ ہوا۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! اگر ابن عربی گمراہی پر ہے تو تُو مجھ پر لعنت فرما۔ حافظ ابن حجر نے کہا: اے اللہ! اگر ابن عربی ہدایت پر ہے تو تُو مجھ پر لعنت فرما۔

وہ شخص اس مباہلے کے چند مہینے بعد رات کو اندھا ہو کر مر گیا۔ یہ واقعہ ۷۹۷ھ کو ذوالقعدہ میں ہوا تھا اور مباہلہ رمضان میں ہوا تھا۔ (تنبیہ الغبی ص ۱۳۶، ۱۳۷)

⑦ ملا علی قاری حنفی کا حوالہ گزر چکا ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک نہ کرو۔

⑧ قاضی تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی نے شرح المنہاج کے باب الوصیہ میں کہا: ''ومن كان من هؤلاء الصوفية المتأخرين كابن عربی وغيره فهم ضلال جهال خارجون عن طريقة الإسلام'' اور جو اِن متاخرین صوفیہ میں سے ہے جیسے ابن عربی وغیرہ تو یہ گمراہ جاہل ہیں (جو) اسلام کے طریقے سے خارج ہیں۔ (تنبیہ الغبی ص ۱۴۳)

⑨ شمس الدین محمد العیزری الشافعی نے اپنی کتاب ''الفتاوی المنتشرة'' میں فصوص الحکم کے بارے میں کہا:

''قال العلماء: جميع مافيه كفر لأنه دائر مع عقيدة الإتحاد.... '' إلخ

علماء نے کہا: اس میں سارے کا سارا کفر ہے کیونکہ یہ اتحاد کے عقیدے پر مشتمل ہے۔ الخ

(تنبیہ الغبی ص ۱۵۲)

⑩ محدث برہان الدین البقاعی نے تکفیر ابن عربی پر تنبیہ الغبی کے نام سے کتاب لکھی ہے جس کے حوالے آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عام علماء اور جلیل القدر محدثین کرام کے نزدیک ابن عربی صوفی اور وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے لوگ گمراہ اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ جن علماء نے ابن عربی کی تعریف کی ہے یا اسے شیخ اکبر کے خودساختہ لقب سے یاد کیا ہے، اُن کے دو گروہ ہیں:

اول: جنھیں ابن عربی کے بارے میں علم ہی نہیں ہے۔

دوم: جنھیں ابن عربی کے بارے میں علم ہے۔ان کے تین گروہ ہیں:

اول: جو ابن عربی کی کتابوں اور اس کی طرف منسوب کفریہ عبارات کا یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ یہ ابن عربی سے ثابت ہی نہیں ہیں۔

دوم: جو تاویلات کے ذریعے سے کفریہ عبارات کو مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوم: جو ان عبارات سے کلیتاً متفق ہیں۔اس تیسرے گروہ اور ابن عربی کا ایک ہی حکم ہے اور پہلے دو گروہ اگر بذاتِ خود صحیح العقیدہ ہیں تو جہالت کی وجہ سے لاعلم ہیں۔

آخر میں عرض ہے کہ وحدت الوجود ایک غیر اسلامی عقیدہ ہے جس کی تردید قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ، اجماع، آثارِ سلف صالحین اور عقل سے ثابت ہے۔مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ ءَ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا ہِیَ تَمُوۡرُ ﴾ کیا تم بے خوف ہو اُس سے جو آسمان پر ہے کہ تمھیں زمین میں دھنسا دے پھر وہ ڈولنے لگے؟ (سورۃ الملک:١٦)

رسول اللہ ﷺ نے ایک لونڈی سے پوچھا: ((أَینَ اللّٰهُ ؟)) اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: ''فِی السَّمَاءِ '' آسمان پر ہے۔آپ نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔آپ ﷺ نے اُس لونڈی کے مالک سے فرمایا: ((أَعۡتِقۡهَا فَإِنَّهَا مُؤۡمِنَةٌ.)) اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ ایمان والی ہے۔

(صحیح مسلم: ۵۳۷، ترقیم دارالسلام: ۱۱۹۹)

ابوعمرو الطلمنکی نے کہا: اہلِ سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور معیت سے مراد اُس کا علم (وقدرت) ہے۔

(دیکھئے شرح حدیث النزول لابن تیمیہ ص ۱۴۴، ۱۴۵، ملخصاً)

تنبیہ: وحدت الوجود کے قائل حسین بن منصور الحلاج الحلولی کے بارے میں تفصیلی تحقیق

کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۱ص ۸۔۱۱

وحدت الوجود اور علمائے دیو بند

دوسرا سوال: علماءِ دیو بند میں کون کون اس فلسفہ کے قائل تھے؟

(محمد شیر وزیر۔ پی سی ایس آئی آر لیبارٹریز، پشاور)

الجواب: علمائے دیو بند کے اکابر میں سے درج ذیل ''علماء'' وحدت الوجود کے قائل تھے: رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، حسین احمد مدنی ٹانڈوی، اشرفعلی تھانوی اور ان سب کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی۔

حاجی امداد اللہ لکھتے ہیں: ''نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق وصحیح ست دریں مسئلہ شکے وشبہے نیست معتقد وفقیر وہمہ مشائخ فقیر ومعتقد کسانیکہ بافقیر بیعت کردہ وتعلق میدارند ہمیں ست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومولوی رشید احمد صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب ومولوی احمد حسن صاحب وغیرہم از عزیز ایں فقیر اند وتعلق بافقیر میدارند ہیچگاہ خلاف اعتقادات فقیر وخلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکی نخواند پذیرفت...''

''نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق وصحیح ہے اس مسئلہ میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ فقیر ومشائخ فقیر اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومولوی رشید احمد صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب مولوی احمد حسن صاحب وغیرہم فقیر کے عزیز ہیں اور فقیر سے تعلق رکھتے ہیں کبھی خلاف اعتقادات فقیر وخلاف مشرب مشائخ طریقِ خود مسلک اختیار نہ کریں گے۔''

(کلیات اِمدادیہ، رسالہ دربیان وحدۃ الوجود ص ۲۱۸، ۲۱۹، شمائم امدادیہ ص ۳۲)

سرفراز خان صفدر گکھڑوی دیو بندی کے بھائی صوفی عبدالحمید خان سواتی لکھتے ہیں:

''علماءِ دیو بند کے اکابر مولانا محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) اور مولانا مدنی (المتوفی ۱۳۷۷ھ) اور دیگر اکابر مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔ حضرت نانوتوی کا رسالہ بھی اس مسئلہ پر موجود ہے اور متعدد مکاتیب میں بھی اس مسئلہ کا ذکر ہے اور حضرت مولانا حسین

احمد مدنیؒ کے مکاتیب میں بھی اس مسئلہ کی تصویب موجود ہے۔ اور مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ (المتوفی ۱۳۶۲ھ) نے بھی اس مسئلہ پر بہت کچھ لکھا ہے اور ان سب کے پیر و مرشد حضرت مولانا حاجی شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکیؒ (المتوفی ۱۳۱۷ھ) تو اس مسئلہ میں بہت انہماک اور تیقّن رکھتے تھے۔'' (مقالاتِ سواتی حصہ اول، اکابر علمائے دیوبند اور نظریہ وحدۃ الوجود ص ۳۷۵)

عبدالحمید سواتی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ (المتوفی ۱۳۶۳ھ) نے دیوبندی جماعت کے اوصاف و خصوصیات کے سلسلہ میں لکھا ہے: ''اس جماعت کے امتیازی اوصاف میں ہم وحدۃ الوجود، فقہ حنفی کا التزام، ترکی خلافت سے اتصال، تین اصول متعین کر سکتے ہیں، جو اس جماعت کو امیر ولایت علیؓ کی جماعت سے جُدا کر دیتے ہیں۔'' (خطبات و مقالات ص ۲۳۷)

یہ بات کس قدر افسوس ناک ہے اور کس قدر لاعلمی کی بات ہے کہ یہ کہا جائے کہ علماء دیوبند وحدۃ الوجود کے قائل نہیں تھے۔ علماء دیوبند اور ان کے مقتداء و پیشواء حضرات بھی اس مسئلہ کے بڑی شدّ و مد سے قائل تھے۔

حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ نے متعدد کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں اور شیخ ابن عربیؒ (المتوفی ۶۳۸ھ) کا دفاع کیا ہے۔'' (مقالات سواتی حصہ اول ص ۳۷۵، ۳۷۶)

معلوم ہوا کہ اکابر علمائے دیوبند ابن عربی والے عقیدۂ وحدت الوجود کے بڑی شدّ و مد سے قائل تھے۔

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں: ''اور وحدتِ وجود حق ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ نسخہ جدیدہ ج ۱۴ ص ۶۴۱)

دوسرے مقام پر وحدت کو حق قرار دے کر احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

''اور اتحاد باطل اور اس کا معنی الحاد'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۸)

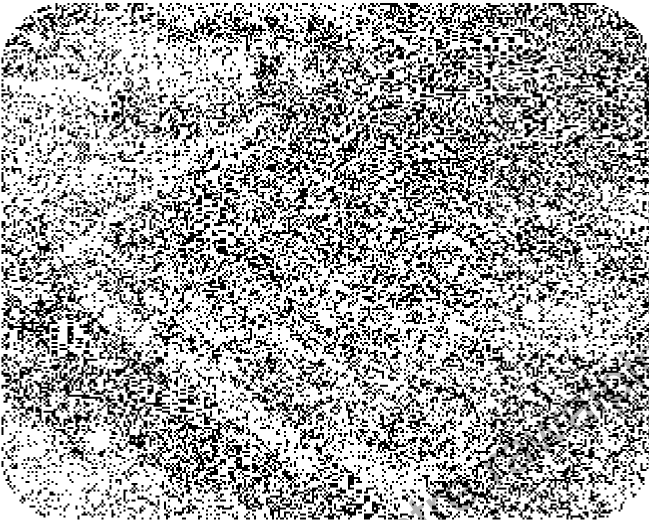
عرض ہے کہ وحدت الوجود ہے ہی اتحاد باطل اور الحاد کا نام جیسا کہ پہلے سوال کے جواب میں متعدد حوالوں سے ثابت کر دیا گیا ہے لہٰذا وحدت الوجود کو حق قرار دے کر عجیب و غریب تاویلیں کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ (۱۶/ مارچ ۲۰۰۸ء)

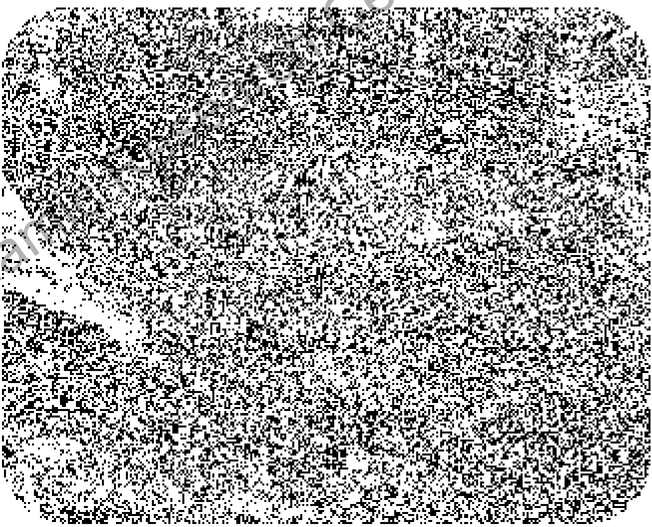


ہنگرام میں شہید کی جانیوالی مسجد اور جلایا گیا قرآن مجید



دیوبندیوں نے بنگرام میں مسجد شہید کرنے کے ساتھ
قرآن مجید بھی جلا دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)





بگرام میں شہید کی جانے والی مسجد

القول البليغ
في التحذير من جماعة التبليغ

تأليف
الفقير إلى الله تعالى
حمود بن عبد الله بن حمود التويجري
رحمه الله
١٣٣٤هـ - ١٤١٣هـ

دار الصميعي
للنشر والتوزيع

مُعْجَمُ الْبِدَعِ

(يَحْتَوِي عَلَىٰ مَا وَقَعَ لِلْمُصَنِّفِ مِمَّا قِيلَ فِيهِ بِأَنَّهُ بِدْعَةٌ)

تأليف
رَائِدُ بْنُ صَبْرِي بْنِ أَبِي عَلْفَةَ

دَارُ الْعَاصِمَةِ
لِلنَّشْرِ وَالتَّوْزِيعِ

٭ جماعة التبليغ وما عندهم من بدع: «القول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ» (ص٧)، «جماعة التبليغ عقيدتها وأفكار مشايخها» ميان محمد أسلم، «نظرة عابرة اعتبارية حول الجماعة التبليغية» سيف الرحمن الدهلوي، «والسراج المنير في تنبيه جماعة التبليغ على أخطائهم» محمد تقي الدين الهلالي.

٭ أول من أنشأ جماعة التبليغ. «القول البليغ» حمود التويجري (٢٤).

٭ قصص وغرائب وبدع من جماعة التبليغ. «القول البليغ» حمود التويجري (٢٨).

٭ الخروج الجماعي عند التبليغ أو سياحة البدعة. «القول البليغ» حمود التويجري (٢٢٢)، «السراج المنير» تقي الدين الهلالي (٣٠).

٭ من بدع تبليغ الفضائل والبدعيات التي تحتوي على ما يزعمونه من حصول الكرامات. «القول البليغ» حمود التويجري (٢٣٤).

٭ أفكار جماعة التبليغ المبتدعة. «القول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ» (٦، ٩٩، ٢٠٦).

٭ الأصول الستة المبتدعة عند التبليغ. «القول البليغ» (١٣، ١٥١). «نظرة عابرة اعتبارية حول الجماعة التبليغية» سيف الرحمن الدهلوي (ص٨)، «جماعة التبليغ» محمد أسلم (ص٥).

٭ مرابطة أكابر أهل التبليغ عند القبور. «القول البليغ» (٢٦، ١٤٠).

٭ مرابطة التبليغيين عند القبور ينتظرون الكشف والكرامات. «القول البليغ» حمود التويجري (٦٢).

٭ عقيدة جماعة التبليغ. «القول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ» (٨).

٭ كتب بدعة عند التبليغ. «القول البليغ» حمود التويجري (١١-١٢)، وانظر حرف الكاف مادة «كتب».

٭ ما ابتدعه التبليغيون من ذم الكسب. «القول البليغ» حمود التويجري (٢٦٧).

٭ تعليق التبليغيين التمائم أو الحروز والحجب. «القول البليغ» حمود التويجري (١٣).

٭ اجتماع التبليغ في البلاد الأعجمية. وانظر مادة «الاجتماع» من حرف الألف.